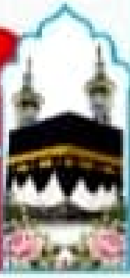


اللہ
سے ہوتا ہے
اللہ کے غیر سے کچھ نہیں ہوتا

دین کی محنت
ہماری ذمہ داری



ماہنامہ (دینی، اصلاحی، ادبی رسالہ) لاڑکانہ

دعوتِ دین

بدعاء حضرت اقدس ڈاکٹر عبدالسلام صاحب دامت برکاتہم

زیر سرپرستی فقیہ سندھ مفتی عبدالوہاب چاچڑ صاحب مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مفتی عبدالقیوم آرائیں حقانی صاحب

شمارہ نمبر 61

جنوری 2024ء

خاص نمبر

آج کل معاشرے کا سب سے بڑا مسئلہ ہے گھر میں بے سکونی، اور پریشانی۔ اسی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے ماہنامہ دعوت دین کا یہ شمارہ خاص نمبر کے طور پر شائع کیا جارہا ہے جس کا عنوان ہے

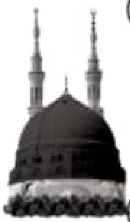
گھریلو زندگی کو پر سکون بنائیے

اس رسالہ میں گھریلو زندگی کو پرسکون بنانے کے لیے ملک کے بڑے بڑے مذہبی اسکالرز، مشائخ، علماء کرام اور مفتیان عظام کے اصلاحی مضامین شائع کیے جارہے ہیں، جنہیں پڑھ کر گھریلو زندگی کو پرسکون بنایا جاسکتا ہے۔ مدیر اعلیٰ

تفصیلی فہرست صفحہ نمبر ۲ پر دیکھیے

ماہنامہ
دعوتِ دین
لاڑکانہ

اللہ سے ہوتا ہے
اللہ کے غیر سے کچھ نہیں ہوتا





دین کی محنت
ہماری ذمہ داری۔

شمارہ-61	جلد 6	جنوری 2024ء / رجب المرجب 1445ھ

رابطہ کے لیے

مدیرِ اعلیٰ: مفتی عبدالقیوم آرائیں حقانی صاحب
ماہنامہ دعوتِ دین لاڑکانہ
03337532359 / 03003295730
الحسنین گرامر اسکول نزد سٹی اسکول لاڑکانہ

قیمت فی شمارہ 50 روپیہ
سالانہ فیس 600 روپیہ

عنوانات

ماہنامہ ''دعوتِ دین'' میں اپنے خطوط
اور مضامین اس ایڈریس پر بھیجیے۔
مدیرِ اعلیٰ: ماہنامہ ''دعوتِ دین'' لاڑکانہ
Email:
aqayoom1981@gmail.com
واٹس ایپ نمبر: 03003295730

گھر کے سکون کے لئے اولاد کے درمیان عدل بہت ضروری ہے

شیخ طریقت، شفیق الامت، محبوب العلماء والصلحاء
حضرت اقدس ڈاکٹر عبدالسلام صاحب دامت برکاتہ (ایبٹ آباد)

گھر کے سکون کے لئے اولاد کے درمیان عدل بہت ضروری ہے:

اولاد کے بارے میں عدل ہونا چاہئے کسی کے ساتھ بھی ظلم نہ ہو جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے بچپن میں ہی عدل کرکے دکھایا۔

بعض روایات میں آتا ہے کہ اولاد کے درمیان عدل کرو۔ اسی طرح فرمایا کہ اولاد کے کپڑے ایک جیسے بناؤ تاکہ کسی کو اپنی کمتری کا احساس نہ ہو۔

گھر میں بیوی بچوں کے ساتھ برتاؤ:

حضور اکرم ﷺ اپنے گھر والوں اور خادموں کے ساتھ بہت خوش اَخلاقی کا سلوک فرماتے اور کبھی کسی سے سرزنش اور سختی سے پیش نہ آتے۔

حضور اکرم ﷺ گھر والوں کے لیے اس کا بڑا اہتمام فرماتے کہ کسی کو کسی بات کی ناگواری نہ ہو۔

حضور اکرم ﷺ اپنی اَزواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس ہوتے تو انکے ساتھ بہت نرمی اور خاطر داری کرتے اور بہت اچھی طرح ہنستے بولتے۔

گھریلو جھگڑوں سے بچنے کی آسان تدبیر

ارشادات: محبوب العلماء پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی مدظلہ

انتخاب: مولانا رفیق احمد کوریجہ صاحب (لاڑکانہ)

جب بھی میاں بیوی کے درمیان کسی قسم کا اختلاف ہوتا ہے تو وہ کسی تیسرے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ میاں بیوی ایک دوسرے کی وجہ سے کبھی بھی جدا نہیں ہوتے، ہمیشہ کسی تیسرے کی وجہ سے جدا ہوتے ہیں۔ وہ تیسرا بندہ مرد کے گھر والوں میں سے بھی ہو سکتا ہے، یا عورت کے گھر والوں میں سے بھی ہو سکتا ہے۔ یا کوئی تیسری جگہ سے بھی ہو سکتا ہے۔ ہمیشہ کسی تیسرے بندے کی وجہ سے میاں بیوی کے درمیان جدائیاں آتی ہیں۔ چنانچہ یہ بات ذہن میں رکھیں کہ میاں بیوی نے کسی تیسرے کی وجہ سے آپس کے تعلقات کو خراب نہیں ہونے دینا۔

اس کے لیے ایک آسان اصول یہ ہے کہ جب شادی ہو تو اس وقت لڑکی کو چاہیے کہ وہ اپنے خاوند کے جتنے رشتہ دار ہیں ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کی ذمہ داری قبول کر لے۔ اور خاوند کو چاہیے کہ وہ بیوی کے جتنے عزیز و اقارب ہیں ان کو خوش رکھنے کی ذمہ داری قبول کر لے۔

اب جب خاوند اپنی بیوی کے رشتہ داروں کو خوش رکھے گا اور بیوی، خاوند کے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ رکھے گی تو صاف ظاہر ہے کو دونوں کی زندگی خوشیوں بھری اور اور بہت ہی پر سکون گذرے گی۔ اس لیے دونوں کو چاہیے کہ اپنے گھر کو آباد کرنے کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ زیادہ محبت و پیار کی زندگی گذاریں، کسی تیسرے کی باتوں میں نہ آئیں۔ (خطبات فقیر، ج30 صفحہ 231)

درسِ قرآن گھروں میں داخلے کے شرعی آداب

مفتی عبدالقیوم آرائیں حقانی صاحب مدظلہ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَاؕ ۔ ذٰلِكُمْ
خَیْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ(۲۷) فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِیْهَاۤ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى یُؤْذَنَ لَكُمْۚ وَ اِنْ قِیْلَ
لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ(۲۸) لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا
بُیُوْتًا غَیْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِیْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا تَكْتُمُوْنَ ۔ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم

ترجمہ: اے ایمان والو! نہ داخل ہو اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں جب تک تم ان گھر والوں سے اجازت نہ طلب کرلو اور جب تک کہ تم انھیں سلام نہ کرلو، یہ بات تمہارے لیے بہتر ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ پس اگر نہ پاؤ ان گھروں میں کسی کو تو پھر نہ داخل ہو ان گھروں میں یہاں تک کہ تم کو اجازت دی جائے اور اگر تم سے کہا جائے کہ واپس لوٹ جاؤ، تو واپس چلے جاؤ یہ بات تمہارے لیے زیادہ پاکیزہ ہے۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کو خوب جانتا ہے۔ نہیں ہے تم پر کوئی گناہ اس بات میں کہ تم داخل ہو ایسے گھروں میں جن میں خاص رہائش نہیں ہے۔ اور ان میں تمہارے لیے فائدے کا سامان ہے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جس چیز کو تم چھپاتے ہو۔

تفسیر: گھروں میں داخلے کے آداب: مذکورہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے ایک مسلمان کے لیے دوسرے کے گھر میں جانے کے آداب بیان فرمائے ہیں اور کسی بھی گھر میں داخلے کے لیے اجازت حاصل کرنے کا مسئلہ بیان فرمایا ہے۔ اس سلسلے میں کل چار قسم کے حالات پیش آسکتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کے لیے اللہ پاک نے قوانین جاری فرمائے ہیں

(1) پہلی صورت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے ہی گھر میں داخل ہوتا ہے جہاں اس کی منکوحہ بیوی موجود ہے تو اس کے لیے داخلے سے قبل اجازت حاصل کرنا ضروری نہیں۔ البتہ پھر بھی مستحب بات یہ ہے کہ داخلے کے وقت خاوند کوئی ایسا کام کردے جس سے بیوی کو اطلاع

ہو جائے کہ اس کا خاوند گھر میں داخل ہو رہا ہے۔ اسکے لیے دروازہ کھٹکھٹایا جاسکتا ہے یا آج کل کے حالات میں دروازے پر لگی ہوئی گھنٹی بجائی جاسکتی ہے۔ یا کم از کم خاوند زبان سے کوئی ایسا لفظ ادا کردے یا کھانس لے جس سے بیوی کو اطلاع ہو جائے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضہ کی بیوی کہتی ہیں کہ ان کے خاوند جب بھی گھر میں آتے تو داخلے کے وقت کھنکھارتے جس سے مجھے ان کی آمد کی اطلاع مل جاتی۔

(2) گھر میں داخلے کی دوسری صورت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایسے گھر میں داخل ہوتا ہے جہاں اس کی بیوی کے علاوہ دوسرے لوگ بھی ہوں۔ یعنی والدہ، بہن اور بیٹی وغیرہ۔ اگرچہ یہ سب محرم ہیں مگر آنے والے شخص کے لیے ضروری ہے کہ وہ اجازت لے کر گھر میں داخل ہو۔ ایک صحابی نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور! میں ایسے گھر میں رہتا ہوں جہاں صرف میری والدہ رہائش رکھتی ہے تو کیا مجھے بوقت داخلہ اجازت لینے کی ضرورت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں، اس شخص نے پھر عرض کیا کہ حضور! صرف میں اور میری والدہ دو افراد ہیں گھر میں، گھر میں کوئی دوسرا فرد تو ہے نہیں تو ایسی حالت میں بھی اجازت کی ضرورت ہے؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اتحب ان تراھا عریانۃ کیا تو اپنی والدہ کو بے حجابی کی حالت میں دیکھنا چاہتا ہے؟ اس نے عرض کیا، نہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا، پھر ضروری ہے کہ بلغیر اجازت نہ داخل ہو کیونکہ بعض اوقات انسان بے پردگی کی حالت میں ہوتا ہے۔ لہٰذا داخلے سے قبل اطلاع دینا ضروری ہے خواہ گھر میں والدہ، بہن یا بیٹی ہی ہو۔

(3) تیسری صورت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایسے مقام میں داخل ہونا چاہتا ہو جہاں رہائش اور عدم رہائش دونوں کا امکان ہے، تو ایسے مقام پر بھی بلا اجازت داخل ہونے کی گنجائش نہیں ہے۔

(4) چوتھی صورت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایسی جگہ میں داخل ہونا چاہتا ہے، جس میں کسی خاص فرد یا خاندان کی رہائش نہیں بلکہ وہ مفادِ عامہ کی جگہ (Public Places) ہے۔ مثال کے طور پر کوئی مسجد، مدرسہ، ریلوے اسٹیشن یا ایئر پورٹ ہے، کوئی ہوٹل، ڈاکخانہ، تار گھر، عدالت، سکول، کالج، ہسپتال یا سرکاری دفاتر وغیرہ ہیں تو وہاں کوئی بھی شخص بلا اجازت داخل ہو سکتا ہے، چنانچہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضور ﷺ کے سامنے عرض کیا کہ ہم شام وغیرہ تجارت کے لیے جاتے ہیں۔ جہاں ہمیں کسی سرائے یا مسافر خانہ میں قیام کرنا ہوتا ہے، تو کیا

وہاں بھی اجازت لے کر داخل ہوں؟آپ نے فرمایا، ایسی جگہوں میں بلااجازت جاسکتے ہو۔ فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ نابینا آدمی کو بھی بلااجازت داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے۔اگرچہ وہ دیکھ تو نہیں سکتا مگر گفتگو تو سن سکتا ہے۔اور کسی کی پرائیویٹ بات کو بلااجازت سننا بھی جائز نہیں کہ اس سے بھی شر وفساد کا دروازہ کھلتا ہے۔اسلیے شریعت نے اس کی بھی اجازت نہیں دی۔

نوٹ: جس طرح مردوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ دوسرے کے گھر میں داخلے کے لیے اجازت حاصل کریں، اسی طرح عورت کے لیے بھی اجازت نامہ ضروری ہے۔ عورت بھی کسی دوسری عورت کے پاس بلا اجازت داخل نہ ہو۔ چنانچہ ایک خاتون ام عیاص رضہ کا بیان ہے کہ ہم چار عورتیں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی ملاقات کے لیے جاتیں تو ان سے اجازت حاصل کرکے ان کے گھر میں داخل ہوتیں۔

گھر میں داخلے کے لیے اجازت طلب کرنے کا طریقہ:

حدیث شرف میں ہے کہ دروازے پر جاکر السلام علیکم کہو اور پھر کہو کیا میں اندر آسکتا ہوں؟ دستک دیتے وقت دروازے کی دراڑو میں سے جھانکنا بھی جائز نہیں ہے۔ایسا نہ ہو کہ دروازہ کھلنے پر اندر نگاہ پڑے اور صاحبِ خانہ کی بے پردگی ہو۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ ایسی حالت میں اگر گھر کے اندر سے کوئی شخص جھانکنے والے کی آنکھ پھوڑدے تو ہم اس کا قصاص نہیں لیں گے کیونکہ اس نے خود ایک غلط کام کیا ہے۔(ابن کثیر، قرطبی ص 215)ایک صحابی نے اپنے خادم کو کوئی تحفہ دے کر حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔اس نے نہ سلام کیا اور نہ اجازت طلب کی، بلکہ سیدھا اندر آگیا۔آپ نے فرمایا واپس جاؤ، دروازے سے باہر کھڑے ہو کر السلام علیکم کہو اور اجازت مانگو۔ وہ شخص باہر گیا، پھر اجازت طلب کی، تو آپ ﷺ نے آنے کی اجازت دی۔

تین دفعہ اجازت طلب کی جائے۔: یہ آداب میں داخل ہے کہ زیادہ سے زیادہ تین دفعہ اجازت طلب کی جائے۔اگر تینوں مرتبہ کوئی جواب نہ آئے تو ملاقاتی کو واپس چلا جانا چاہیے۔

نوٹ: اجازت طلبی پر اگر صاحبِ خانہ پوچھے کہ کون ہے؟ تو ملاقاتی یہ نہ کہے کہ (میں ہوں) بلکہ اپنا نام بتائے تاکہ صاحبِ خانہ کو علم ہوسکے۔ایک موقع پر حضرت جابرؓ نے ایسا ہی کیا تو آپ سخت ناراض ہوئے۔فرمایا میں، میں کیا ہوتا ہے؟یوں کہو کہ میں جابر ہوں یا میں فلاں ہوں اور فلاں کام سے آیا ہوں۔ (کتاب معالم العرفان جلد 13، صفحہ 748)

درسِ حدیث: گھر میں دینی ماحول قائم کرنا، گھر کے سربراہ کی ذمہ داری ہے

مفتی عبدالقیوم آرائیں حقانی صاحب مدظلہ

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ألا کلکم راع، وکلکم مسؤول عن رَعِیَّتِہِ والأمیرُ رَاعٍ والرجلُ رَاعٍ علی أھل بیتہ والمرأۃُ رَاعِیَۃٌ علی بیت زوجھا وولدہ ،فکلکم راعٍ وکلکم مسؤول عن رَعِیَّتِہِ» وفی لفظ «کلکم رَاعٍ، وکلکم مسؤول عن رَعِیَّتِہِ الإمام رَاعٍ ومسؤول عن رَعِیَّتِہِ، والرجل رَاعٍ فی أھلہ ومسؤول عن رَعِیَّتِہِ، والمرأۃ رَاعِیَۃٌ فی بیت زوجھا ومسؤولۃ عن رَعِیَّتِھَا، والخادم رَاعٍ فی مال سیدہ ومسؤول عن رَعِیَّتِہِ، فکلکم رَاعٍ ومسؤول عن رَعِیَّتِہِ۔(متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "تم میں سے ہر آدمی نگہبان ہے اور ہر آدمی اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہے، چنانچہ امیر نگران ہے رعایا کا، اور مرد اپنے گھر والوں کا نگران ہے اور عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں کی نگران ہے۔ اس طرح تم میں سے ہر شخص نگران ہے اور اس سے اس کے ماتحتوں کے متعلق سوال کیا جائے گا"۔ اور ایک روایت میں ہے کہ: تم میں سے ہر آدمی نگران ہے اور ہر کوئی اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہے۔ چنانچہ لوگوں کا امیر ان کا نگران ہے اور وہ اپنی رعایا کے بارے میں جواب دہ ہے، اور مرد اپنے گھر والوں کا نگران ہے اور ان کے بارے میں جواب دہ ہے،اور عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگران ہے اور اس کے بارے میں جواب دہ ہے اور غلام اپنے مالک کے مال کا نگران ہے اور اس کے بارے میں جواب دہ ہے۔ اس طرح تم میں سے ہر شخص نگران ہے اور اس سے اس کے ماتحتوں کے متعلق سوال کیا جائے گا۔

تشریح: حضور اکرم ﷺ کی تعلیمات کی روشنی سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ گھر کے اندر

دینی ماحول پیدا کرنا گھر کے سربراہ کی ذمہ داری ہے۔ چنانچہ آپؐ نے فرمایا کلکم راع وکلکم مسؤل عن رعیتہ کہ تم میں سے ہر ایک راعی ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ راع چرواہے کو کہتے ہیں۔ ایک روایت میں حضورؐ نے خود اس کی تشریح فرمائی کہ چرواہے کی ذمہ داری کیا ہوتی ہے؟ فرمایا کہ چرواہے کی پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنی بکریوں اور بھیڑوں کو اچھی چراگاہ میں لے کر جائے تاکہ وہ اچھی غذا کھا سکیں، انہیں اچھے چشمے پر لے جائے کہ انہیں پینے کے لیے صاف پانی میسر ہو اور انہیں موسمی اثرات سے اور دشمن سے بچائے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بھیڑ بکریوں کا دشمن بھیڑیا ہے جبکہ انسان کا دشمن شیطان ہے۔ یوں گھر کے سربراہ کی بھی یہی ذمہ داری ہے کہ گھر والوں کیلئے ضروریاتِ زندگی مہیا کرے، یعنی خوراک، تعلیم، لباس، رہائش وغیرہ۔ اس کے ساتھ شیطان کے نرغے سے اپنی اولاد کو بچانا بھی اس کی ذمہ داری ہے۔ اسی طرح گھر کے سربراہ کی ایک بڑی ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ اپنے گھر والوں کو اللہ کی اطاعت کا حکم دے، اس کی نافرمانی سے روکے اور گھر میں دینی ماحول پیدا کرنے کی کوشش کرتا رہے۔

گھر کی عورت کے متعلق آپؐ نے فرمایا والمراۃ راعیۃ فی بیت زوجھا کہ عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگران ہے۔ یعنی مرد گھر سے باہر کے کاموں کا ذمہ دار ہے جبکہ عورت گھر کے اندر کے معاملات کی ذمہ دار ہے۔ لہٰذا عورت کو چاہیے کہ اپنے خاوند کے گھر کی نگرانی کرے، اس کی حفاظت کرے اور اسی طرح اپنے اولاد کی بھی نگرانی کرے قیامت کے دن اس سے اس سلسلے میں سوال کیا جائے گا۔

آپ ﷺ نے فرمایا کلکم مسؤل عن رعیتہ کہ ہر ایک سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ قیامت کے دن ہر ایک سے پوچھا جائے گا کہ یہ معاملہ تمہارے سپرد کیا گیا تھا تم نے یہ ذمہ داری کس طرح نبھائی۔ اسلیے مرد و عورت دونوں اپنے اپنے دائروں کے اندر معاملات کے ذمہ دار ہیں، ہر ایک سے اس کے اختیار کے مطابق اس کی ذمہ داریوں کے متعلق بازپرس ہوگی۔۔ اللہ پاک عمل کرنے کی توفیق عطافرمائے آمین

گھریلو زندگی کو کیسے پُرسکون بنائیں؟

اقتباس از: ملفوظات حضرت اقدس ڈاکٹر عبد السلام صاحب دامت برکاتہم العالیہ

حضرت مولانا مفتی طارق صاحب دامت برکاتہ (ایبٹ آباد)

اپنی گھریلو زندگی کو پرسکون بنانے کے لئے ہمیں سیرت نبوی ﷺ سے رہنمائی حاصل کرنا ضروری ہے آپ ﷺ کی زندگی ہر اعتبار سے امت کے لئے بہترین نمونہ ہے۔اس لئے پہلے نبی کریم ﷺ کی گھریلو زندگی کو پڑھنا اور سمجھنا ضروری ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ کی گھر سے باہر کی زندگی جو سو فیصد اعلائے کلمتہ اللہ کے لیے کاوشوں پر مشتمل تھی، اپنوں (یعنی: اسلام قبول کر لینے والوں) اور غیروں (یعنی: غیر مسلموں) پر دین کی محنت، اسلامی نظامِ خلافت کے قیام کی ترتیب، اندرونِ عرب اور بیرونِ شاعت اور غلبہ اسلام کی فکر و سوچ اور ترتیب، مسلمانوں کے سماجی، معاشرتی اور معاشی مسائل کے حل کی فکر، اور پھر اس سب کے نتیجے میں (23 سال کی) نہایت ہی قلیل مدت میں ایک ایسے ماحول اور فضا کا قائم ہونا کہ جس میں ہر آنے والا اُسی رنگ میں رنگا جاتا تھا، یعنی: وہ نبی ﷺ اور دین کی خاطر تن من اور دھن قربان کر دینے کا جذبہ اپنے اندر پیدا کر کے چلنے والا بن جاتا تھا۔

غرض یہ کہ آپ ﷺ کی خارجی زندگی کی ذمہ داریاں اتنی وسیع تر تھیں کہ ان کے ساتھ اپنے اہلِ خانہ اور افرادِ خاندان کے لیے وقت نکالنا اور ان کے حقوق کی رعایت کرنا، آج کے زمانہ کو دیکھتے ہوئے، ایک مشکل ترین بات تھی؛ لیکن آپ ﷺ کی سیرتِ مبارکہ کے مطالعہ سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ ازواج مطہرات ہوں یا اولاد، خدام ہوں یا اقرباء، متعلقین ہوں یا احباب، آپ ﷺ ہر ایک کے حقوق کی رعایت فرماتے تھے اور اُسے اتنی محبت اور اہمیت دیتے تھے کہ وہ سمجھتا تھا کہ شاید آپ ﷺ سب سے زیادہ محبت اُسی سے کرتے ہیں، اور زندگی کے کسی بھی موڑ پر آپ اس سے غافل نظر نہیں آتے تھے۔ ہر آن آپ ﷺ کو انکے حقوق کی فکر دامن گیر رہتی تھی، اس کے نتیجے میں آپ ﷺ بیویوں کے حق میں ایک نہایت محبت کرنے والے شوہر، اولاد کے حق میں ایک شفیق و مہربان باپ، خدام کے حق میں ایک وسیع الظرف، حلیم و بردبار آقا، دوست واحباب کے حق میں نہایت جانثار اور بے لوث

ساتھی کی صورت میں نمایاں ہو کر سامنے آتے ہیں۔

آپ ﷺ کی گھریلو زندگی تین حصوں میں تقسیم تھی:

ایک حصہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے، ایک حصہ اپنے گھر والوں کے معاشرتی حقوق ادا کرنے کے لیے (جس میں ہنسنا بولنا شامل تھا) اور ایک حصہ اپنے نفس کی راحت کے لیے۔

گھر میں داخل ہونے کے بعد آپ ﷺ سلام کرتے۔ جب آپ اندر تشریف لاتے تو کچھ نہ کچھ دریافت فرمایا کرتے۔ بسا اوقات پوچھتے کہ کچھ کھانے کو ہے؟ اور بسا اوقات خاموش رہتے یہاں تک کہ ماحضر پیش کر دیا جاتا۔ نیز منقول ہے کہ جب آپ گھر میں تشریف لاتے تو یہ دعا پڑھتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَفَانِیْ وَاٰوَانِیْ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ وَ سَقَانِیْ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ مَنَّ عَلَیَّ اَسْاَلُكَ اَنْ تُجِیْرَنِیْ مِنَ النَّارِ۔ ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے میری (تمام ضروریات کی) کفایت فرمائی اور مجھے ٹھکانا بخشا، اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے مجھے کھلایا اور پلایا، اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے مجھ پر احسان فرمایا، (اے اللہ!) میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے (عذابِ) نار سے بچا لیجیے۔

گھریلو زندگی پرسکون بنانے کے لئے جذبات کی قربانی پیش کرنا بھی ضروری ہے:

ہم نے اللہ رب العزت کے دربار میں پیش ہونا ہے اور اللہ نے ہم سے حساب کتاب لینا ہے جوانی کے بارے میں پوچھا جائے گا، علم کے بارے میں پوچھا جائے گا، اور مال کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ مال کہاں سے کمایا تھا؟ کتنا کمایا تھا؟ اور کیسے خرچ کیا تھا؟

ہم آزاد نہیں ہیں کلمہ پڑھ کر ہم اللہ کے غلام بن چکے ہیں، غلام پر اپنی نہیں چلتی ہے آقا کی چلتی ہے۔ نوکر اور غلام میں فرق ہوتا ہے نوکر کی ایک خاص ڈیوٹی ہوتی ہے کہ نوکر کھانا پکائے گا خاص ڈیوٹی ہے کھانا پکانے کی، نوکر کپڑے دھوئے گا، نوکر گھر کی صفائی کرے گ، لیکن غلام چوبیس گھنٹے اس کے ہاتھ بندھے ہوئے ہوتے ہیں، آقا کے سامنے اس کی مرضی نہیں چلتی ہے۔ ہم غلام ہیں کلمہ پڑھ کر ہم نے غلامی اختیار کر لی ہے اب ہماری نہیں چلے گی، اس لئے اپنے جذبات کو قربان کر کے اللہ کی مرضی کے مطابق چلنا ہے۔ جب ہم اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق چلیں گے تو ہمارے گھر میں سکون ہوگا امن ہوگا محبت ہو گی۔

گھر میں والدین ہوں تو والدین کے ساتھ حسن سلوک:

والدین کا ہمارے اوپر احسان ہے، سب سے زیادہ ہمارے لئے ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا ضروری ہے، فرمایا باپ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے، تو اگر جنت کے دروازہ میں داخلہ لینا ہے، آسانی سے جانا ہے تو باپ کو راضی کرلو، باپ راضی ہو کر چلا گیا تو جنت کا دروازہ کھلے گا، ماں کی قدموں کے نیچے جنت ہے، ماں کی خدمت کرلی ماں راضی ہو کر چلی گئیں تو جنت ملے گی۔ ہمارا دین بڑا آسان ہے ہمارا دین بڑا پیارا ہے، ہمارا دین عملی ہے، ہمارا دین پریکٹیکلی دین ہے۔

گھر کے سکون کے لئے اولاد کے درمیان عدل بہت ضروری ہے:

اولاد کے حقوق میں عدل ہونا چاہئے کسی کے ساتھ بھی ظلم نہ ہو جیساکہ نبی کریم ﷺ نے بچپن میں ہی عدل کرکے دکھایا۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ اولاد کے درمیان عدل کرو اسی طرح فرمایا کہ اولاد کے کپڑے ایک جیسے بناؤ تاکہ کسی کو اپنی کمتری کا احساس نہ ہو۔

گھر میں بیوی بچوں کے ساتھ برتاؤ:

حضور اکرم ﷺ اپنے گھر والوں اور خادموں کے ساتھ بہت خوش اخلاقی کا سلوک فرماتے اور کبھی کسی سے سرزنش اور سختی سے پیش نہ آتے۔ حضور اکرم ﷺ گھر والوں کے لیے اس کا بڑا اہتمام فرماتے کہ کسی کو کسی بات کی ناگواری نہ ہو۔ حضور ﷺ ازواج مطہراتؓ کے پاس ہوتے تو انکے ساتھ بہت نرمی، خاطر داری کرتے اور بہت اچھی طرح ہنستے بولتے۔

بیوی بچوں کی عبادات کی فکر: بہت ساری احادیث میں نبی اکرم ﷺ کی زندگی کا یہ پہلو بھی موجود ہے کہ آپ ﷺ اپنے گھر کے افراد کو بھی اپنے ساتھ عبادت میں شریک کرتے تھے، اور گاہے گاہے انھیں بھی اللہ کی عبادت کی طرف متوجہ کرتے رہتے تھے۔

نبی اکرم ﷺ کا بچپن میں عدل اور آپ ﷺ کی برکات:

اللہ پاک قدیر ہے قدرت والا ہے کہ بچپنے میں بھی اللہ پاک بلوا سکتے ہیں تاریخ میں آتا ہے کہ کچھ بچے ایسے تھے کہ انہوں نے بچپنے میں باتیں کیں ان میں یحیٰ علیہ السلام، عیسی علیہا السلام وغیرہ کے نام آتے ہیں کہ وہ نے بچپن میں پیدا ہوتے ہی گویا ہوئے تو نبی علیہ السلام تو کسی سے کم نہیں تھے نا، امام الانبیاء تھے جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے

'جلال ربی الرفیع 'جاہ جلال والا رب، بزرگی والا رب، رعب والا رب 'جلال ربی الرفیع اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا سبحان اللہ بکرۃ واصیلا یہ الفاظ آپ کی زبان مبارک پہ تھے۔

بچپنے میں آپ نے اللہ کی بڑائی، اللہ کی تسبیح بیان کی، حلیمہ سعدیہؓ جو آپ کی رضاعی ماں تھیں وہ فرماتی ہیں کہ جب ہم بنو سعد والے بچوں کو لینے کے لئے آرہے تھے تو ہماری سواری کمزور تھی اور دوسری سواریاں ہمارا انتظار کرتی تھیں، جب ہم آئے تو ساری عورتیں بچے لے گئیں۔

اس زمانے میں یہ رواج تھا کہ دیہات کے ماحول میں بچوں کو لے کر ان کو دودھ پلایا جاتا تھا، دیہات کی آب وہوا پیور ہوتی تھی اس میں ملاوٹیں نہیں ہوتی تھیں، تو نبی ﷺ کے ساتھ بھی یہ ہی تھا لیکن چوں کہ آپ یتیم تھے اور معاوضے کا ملنا دکھائی نہیں دے رہا تھا تو کوئی آپ کو لینے کے لئے تیار نہیں تھا۔

حلیمہ سعدیہؓ کی جھولی خالی تھی تو جناب عبد المطلب جا رہے تھے تو اس سے، ملے انہوں نے پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ کہا حلیمہ، کہاں سے ہو؟ کہا بنو سعد سے، جناب عبد المطلب کہنے لگے کہ حلم اور سعادت یہ تو دونوں بڑی اچھی صفات ہیں جس کے اندر یہ صفات پائی جائیں حلم بھی ہو اور سعادت بھی ہو تو وہ بہت خوش بخت ہوتا ہے، اسکے بعد حلیمہ سعدیہ اور اسکے خاوند نے آپس میں مشورہ کیا کہ چلو ہم اس یتیم بچے کو دودھ پلانے کے لئے لے جاتے ہیں ہو سکتا ہے کہ یہ ہمارے لئے باعثِ برکت بن جائے. تو یوں وہ نبی علیہ السلام کو لے گئے، تو حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ ہم تو غریب تھے مسکین تھے کچھ نہیں تھا لیکن جب نبی علیہ السلام کو گود لیا تو لیتے ہی میرے پستان دودھ سے بھر گئے، اور کہتی ہیں کہجب ایک پستان سے نبی علیہ السلام نے دودھ پیا تو پھر میں نے آپکا منہ دوسرے پستان کی طرف کیا تو نبی علیہ السلام نے منہ پھیر لیا، کہ یہ میرے رضاعی بھائی کا حق ہے، ففٹی ففٹی کہ میں نے اپنا حصہ لے لیا ہے یہ رضاعی بھائی کا ہے، یہ بچپن میں ہمارے نبی کا انصاف تھے۔

سکون کے لئے اپنے آپ کو تکبر سے بچائیں کیونکہ تکبر اللہ تعالی کو سخت ناپسندیدہ ہے:

اللہ پاک بڑا ہے جیسے آقا ﷺ نے پیدا ہوتے ہی یہ کلمات ادا کئے کہ وہ جلال والا بلند رب ہے 'جلال ربی الرفیع، اللہ اکبر کبیرا وہ بڑا ہے۔ اس لئے حدیث قدسی ہے، اللہ پاک فرماتے ہیں 'الکبریاء رداءی کبریائی میری چادر ہے، عظمت میرا تہبند ہے، جو مجھ سے

چھینے گا میں اس کے ساتھ میں اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔ اللہ پاک اس بڑے اخلاق رزیلہ سے ہماری حفاظت فرمائیے۔

اپنے آپ میں تواضع پیدا کریں جیسے نبی اکرم ﷺ کی تواضع تھی:

نبی ﷺ میں کتنی تواضع تھی، جب مکہ فتح ہوا اور آپ ﷺ فاتح کی حیثیت سے اس میں داخل ہوئے تو تواضع کا یہ عالم تھا کہ دھاڑی مبارک اونٹنی کے کوہان سے لگی ہوئی تھی اور یہ پڑھ رہے تھے " لاالہ اللہ وحدہ ونصر عبدہ وصدق وعدہ وانجزوعدہ وھزم الاحزاب وحدہ " اپنی نفی کر رہے ہیں اے اللہ تو اکیلا ہے اور صفات اور کمالات میں یکتا ہے یہ کفار کو ہم نے شکست نہیں دی تو نے اپنے پیغمبر کی مدد کی، اپنی بات کو سچ کرکے دکھایا اور اپنا وعدہ پورا کیا۔ یہ نبی ﷺ کی تواضع ہے جو صحابہ کرام میں منتقل ہوئی۔

سکون کا ایک زریعہ صدقہ وخیرات کی کثرت کرنا ہے:

آپ ﷺ انتہائی سخی تھے خوب مال لٹاتے تھے ہم نبی علیہ السلام کے امتی ہیں ہمیں بھی سخاوت کرنی چاہیئے، کیوں کہ جو بھی اعمال کریں گے یہ ہمارے کام آئیں گے، نبی علیہ السلام نے جنت کی زیارت کی تو جنت کی قبلے والی دیوار پہ تین سطریں لکھی ہوئی تھیں ماقدمنا وجدنا جو چیز ہم نے آگے بھیجی وہ ہمارے کام آئی، تو کچھ آگے کے لئے بھیجیں ہم سب نے اس دنیا سے جانا ہے اس لیے آخرت کے لئے کچھ زخیرہ ہونا چاہیئے۔

ایک ذریعہ دعا ہے اس لئے دعا کی قوت کو بڑھایا جائے:

دعا کی قوت کو بڑھایا جائے، دعا دل سے مانگنے کا نام ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ زبان سے تو ہم دعا مانگ رہے ہوں اور دل سے غافل ہوں یہ دعا کہاں سے قبول ہوگی؟ دل سے جو بات نکلتی ہے وہ دعا ہے ،ل کی کیفیت کا نام دعا ہے جیسے عبداللہ بن مسعود رضہ فرماتے ہیں کہ علم خطابت کا نام نہیں ہے علم تقوی کا نام ہے۔ تو دعا اندر سے نکلتی ہے دل سے، زبان سے نہیں نکلتی۔ فقیر دوگانے صرف دو پڑھتا ہے لیکن دعا پونے گھنٹے کی آدھے گھنٹے کی،

اصل تو دعا ہے، دعا عبادت کا مغز ہے اخروٹ کے اوپر اتنا موٹا چھلکا ہے لیکن اندر جو گری ہے وہ اصل ہے تو دعا اصل عبادت ہے اور عبادت کا مغز ہے۔ تو جب اللہ تعالی سے مانگا جائے گا تو اللہ پاک سکون، امن اور چین پیدا فرمائیں گے۔

گھریلو زندگی کو خوشگوار بنانے کے بہترین طریقے

پیر حافظ محمد ابراہیم نقشبندی صاحب مدظلہ (لاہور)
بانی و چیئرمین: الکہف ایجوکیشنل فاؤنڈیشن

سوشل میڈیا اور انٹرنیٹ کے اس دورِ جدید میں انسان صحت سے غافل ہو کر زندگی بسر کر رہا ہے۔ نہ صحت کی فکر ہے، نہ اپنے ارد گرد رہنے والے لوگوں کی فکر ہے، نہ اپنی اولاد کی فکر ہے، نہ اپنے والدین کی فکر ہے اور نہ اپنے اساتذہ کی فکر ہے۔ صرف موبائل ہاتھ میں ہو، انٹرنیٹ بھی موجود ہو تو بہت اچھا ہے، دن ہو یا رات ہو، صبح ہو یا شام ہو۔ غرض دن یا رات کا کوئی حصہ ایسا نہیں ہے کہ جب موبائل استعمال نہ کیا جا رہا ہو۔ نہ نیند کی فکر، نہ آرام کی فکر، نہ صحت کی فکر جیسے کوئی ریس لگی ہو اور سب اس دوڑ میں شامل ہوں۔ اس دوڑ میں ہماری زندگی کا سکون، جسمانی اور ذہنی صحت اور ہماری حقیقی خوشیاں ختم ہو کر رہ گئی ہیں۔ اگر کچھ باقی رہا ہے تو پریشانی، ڈپریشن اور حسد کی کیفیات ہیں۔ انسان کی یہی عادات انسان کی جسمانی صحت اور ذہنی سکون کو برباد کر کے ہماری گھریلو زندگی پر اثر انداز ہوتی ہیں۔

گھریلو زندگی کو خوشگوار بنانے پر توجہ دی جائے

انسان کو اپنے گھر میں خوشی اور سکون میسر آجائے تو وہ اپنی عملی زندگی بھی خوشگوار انداز میں گزارتا ہے، اسکی ذہنی استعداد بہتر ہوتی ہے، اس کا مزاج بہتر ہوتا ہے۔ دوستوں، ہمسایوں، رشتہ داروں اور کاروباری حضرات سے تعلقات بہت اچھے ہونے کی وجہ سے وہ بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کر سکتا ہے۔ وہ اپنی فیملی کے لیے، اپنے معاشرے کے لیے، اپنے ملک اور اپنی قوم کے لیے بہتر سے بہتر منصوبہ بندی کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ سب سے مصروف انسان بھی گھر میں کچھ نہ کچھ وقت گزارتا ہے۔ اگر انسان اپنے گھر سے خوشی خوشی روانہ ہو تو اس کا پورا دن اور اس کے پورے دن کے معاملات سب کچھ اچھا گزرتا ہے ورنہ دن بھر لوگوں سے معاملات میں تنگی کا سامنا کرتا ہے۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ اپنی گھریلو زندگی کو خوشگوار بنانے پر توجہ دی جائے۔

گھریلو زندگی کے خوشگوار ہونے میں سب سے بڑا دخل اتفاق و اتحاد کا ہے:

جھگڑے گھروں میں ہوتے ہیں۔ اسے خاندانی حسن بھی کہا جاتا ہے کیونکہ بہت سے معمولی

جھگڑوں کے اختتام پر باہمی محبت پیار میں اضافہ ہوتا ہے۔

اس کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ اگر آپ کی بیوی، خاندان، اولاد یا کوئی بھی رشتہ دار جھگڑے پر آجائے تو آپ اپنے آپ کو قابو میں رکھیں، اور جھگڑے کی صورت میں اگر ناراضگی ہو جائے تو معذرت کرنے میں دیر نہ کریں بلکہ مجلس ختم ہونے سے پہلے صلح صفائی کر لیں۔ جھگڑا ختم کرنے اور صلح صفائی کرنے کا بہترین طریقہ معذرت کا ہے اگرچہ آپ غلطی پر نہ بھی ہوں۔

دنیا میں کوئی بھی انسان کامل اور مکمل خامیوں سے پاک نہیں ہوتا، ہر ایک میں کوئی نہ کوئی کمی کوتاہی یا غلطی موجود ہوتی ہے۔ میاں بیوی دونوں کو یہ بات کو تسلیم کرنی چاہیے کہ ہم بھی کامل اور مثالی انسان نہیں ہیں، ہم سے بھی غلطیوں اور کوتاہیوں کا سرزد ہونا یہ ایک فطرتی عمل ہے۔ اس لیے فریقین کو ایک دوسرے سے مثالی اور عمدہ کارکردگی کی توقع رکھنی چاہیے، تاہم باہمی اشتراک سے خود کو مسلسل بہتر بنانے کی کوشش ضرور کرنی چاہیے۔

بولنے کے بجائے سننے کی عادت ڈالنی چاہیے:

انسان سننے کی ہمت پیدا کرلیتا ہے تو وہ بہت سے مسائل سے بچ جاتا ہے۔ خواتین کو بالخصوص سننے کی عادت ڈالنی چاہیے۔ کانوں سے سننے کے بجائے دماغ سے سننے کی کوشش کریں، اگر ممکن ہو تو دل سے سننے کی عادت بنائیں۔ جب دل سے سننا شروع کردیں گے تو دوسرے کے نظریہ کو سمجھنے میں آسانی ہوگی اور لڑائی جھگڑے کی نوبت نہیں آئیں گی۔ اور اگر بولنے کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو تو خوب سوچ سمجھ کر اور تول کر بولیے جیسے کہ ایک محاورہ ہے کہ بولنے سے پہلے الفاظ انسان کے غلام ہوتے ہیں بولنے کے بعد انسان الفاظ کا غلام ہوتا ہے۔

اپنے ہمسفر دوستوں، رشتہ داروں اور ملازمین کی غلطیوں پر معاف کرنے اور درگزر کرنے سے کام لینے کی عادت بنائیں۔ غلطی انسان کی فطرت میں ڈالی گئی ہے انسان روز غلطی کرتا ہے۔ غلطیوں اور کوتاہیوں کی فہرست بنانے کے بجائے انہیں نظر انداز کرنے اور معاف کرنے کی عادت ڈال دیں اور معافی بھی فوری اور غیر مشروط ہونی چاہیے۔

جو لوگ معاف نہیں کر سکتے وہ ساری زندگی چھوٹے چھوٹے معاملات میں الجھے رہتے ہیں اور اپنی جسمانی صحت اور ذہنی سکون برباد کرتے رہتے ہیں۔ انسان بلاوجہ ماضی میں پھنس کر اپنی زندگی کو اجیرن بنالیتا ہے۔

نرم گفتگو، اچھے اخلاق انسان کو ہر ایک کی نظر میں عظیم انسان بنا دیتے ہیں۔ عمدہ اخلاق والا انسان ہی نرمی اختیار کر سکتا ہے، بد اخلاق انسان ہمیشہ سختی کا مظاہرہ کرتا ہے کیونکہ اس انسان کے اعصاب نرمی پر آمادہ نہیں ہوتے۔

چھوٹی چھوٹی باتوں کو عزت کا مسئلہ نہیں بنانا چاہیے: کیونکہ اس سے دوریاں جنم لیتی ہیں اور علیحدگی وجود میں آتی ہے۔ گھر میں اپنے بیوی بچوں، بھائیوں، والدین اور چھوٹے بڑوں سب سے حوصلہ افزائی کا رویہ رکھا جائے۔ بیوی نے اگر کوئی اچھا کھانا بنایا ہو، بچے نے سکول کا کام بروقت مکمل کر لیا ہو، بیوی نے گھر میں ہر چیز سلیقے سے رکھی ہو، اس طرح کے معمولی کاموں پر افرادِ خانہ کی تعریف اور حوصلہ افزائی کرنا اپنا معمول بنائیے۔

روزانہ کوئی ایسا کام تلاش کیجیے جس پر آپ اہل خانہ کو مبارکباد دے سکیں: اس سے کام کرنے کی صلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے، اہلِ خانہ محبت سے کام کرتے ہیں۔ اس طرح گھر میں ایک خوشگوار ماحول جنم لیتا ہے جس سے انسان اپنی گھریلو زندگی پُرسکون اور خوشگوار بنا سکتا ہے۔

پریشانیوں کا حل قرآنی وظائف

گھر والوں میں الفت و محبت پیدا کرنے کا بہترین نسخہ

وَ اَلَّفَ بَیۡنَ قُلُوۡبِہِمۡ ؕ لَوۡ اَنۡفَقۡتَ مَا فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا مَّاۤ اَلَّفۡتَ بَیۡنَ قُلُوۡبِہِمۡ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ اَلَّفَ بَیۡنَہُمۡ ؕ اِنَّہٗ عَزِیۡزٌ حَکِیۡمٌ (سورۃ انفال آیت 63)

اگر آپ کسی کے دل میں الفت و محبت پیدا کرنا چاہتے ہیں، یا گھر والوں میں نا اتفاقی ہو تو اتفاق پیدا کرنے کیلئے یہ آیت گیارہ دفعہ روزانہ پڑھیں۔

نئے جوڑے کا گھر آباد کرنے اور اسے پر سکون بنانے میں سسر اور شوہر کا کردار

حضرت مولانا مفتی عبدالقادر جیلانی صاحب مدظلہ (جامعۃ الحسنین فیصل آباد پنجاب)

گھر کی زندگی پر سکون بنانے میں بطور خاص سسر کا کردار:

گھر کی زندگی پر سکون بنانے میں بطور خاص سسر کا بڑا کردار ہوتا ہے، اسلیے سسر کو چاہیے کہ اپنے گھر کا ماحول پر سکون بنانے کے لیے داماد کا احترام کرے، اس سے نرمی کا برتاؤ کرے، ہر وقت بیٹی کی طرف داری نہ کرے کی، اگر بیٹی شوہر کی شکایت کرے تو جلد بازی کرکے داماد کی بیعزتی نہ کرے بلکہ بردباری اور نرمی اختیار کرکے بڑے پن کا مظاہرہ کرے، اس طرح کرنے سے گھر کی زندگی بہت پر سکون گزرے گی۔

چنانچہ حضرت سہل بن سعد رضہ سے روایت ہے کہ جَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْتَ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ، فَلَمْ يَجِدْ عَلِيًّا فِي الْبَيْتِ، فَقَالَ أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ؟ فَقَالَتْ كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ شَيْءٌ، فَغَاضَبَنِي فَخَرَجَ فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِإِنْسَانٍ أُنْظُرْ أَيْنَ هُوَ؟ فَجَاءَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ هُوَ فِي الْمَسْجِدِ رَاقِدٌ، فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ، قَدْ سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ شِقِّهِ فَأَصَابَهُ تُرَابٌ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَمْسَحُهُ عَنْهُ وَهُوَ يَقُولُ قُمْ أَبَا تُرَابٍ، قُمْ أَبَا تُرَابٍ۔

حضور ﷺ حضرت فاطمہ رضہ کے گھر تشریف لائے، دیکھا کہ علیؓ گھر میں موجود نہیں ہیں، آپ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضہ سے پوچھا کہ تمہارے چچا کے بیٹے کہاں ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ میرے اور انکے درمیان کچھ ناگواری پیش آ گئی تھی اور وہ مجھ سے خفا ہو کر کہیں باہر چلے گئے ہیں اور میرے یہاں قیلولہ بھی نہیں کیا۔ اسکے بعد حضور ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا کہ جاکر علی کو تلاش کرو کہاں ہیں؟ وہ شخص تلاش کرکے آئے اور بتایا کہ مسجد میں سوئے ہوئے ہیں۔ پھر نبی ﷺ مسجد میں تشریف لائے دیکھا کہ علیؓ لیٹے ہوئے تھے اور چادر آپؓ

کے پہلو سے گر گئی تھی جسکی وجہ سے جسم پر مٹی لگ گئی تھی، رسول اللہ ﷺ انکے جسم سے مٹی جھاڑ رہے تھے اور فرما رہے تھے اٹھو ابو تراب اٹھو۔ (بخاری)

اس حدیث سے حاصل شدہ چند اہم پیغامات

اس حدیث سے حاصل شدہ چند پیغامات درج ذیل ہیں جو کسی گھر کو آباد کرنے اور پُر سکون بنانے میں مشعلِ راہ ثابت ہو سکتے ہیں۔

پہلا پیغام: آپ ﷺ نے گھر میں آکر زوجین کی ناراضگی محسوس کر کے صلح کی طرف بات کا رخ پھیرا، چنانچہ شوہر کے بجائے چچازاد بھائی کہا۔

دوسرا پیغام: غاضبنی کے لفظ میں اشارہ ہے کہ کبھی کبھار میاں بیوی میں رنجش کی بات پیش آجانا ایک فطری چیز ہے۔ آپ ﷺ نے بیٹی سے ناراضگی کی وجہ نہیں پوچھی۔ خود داماد کے پاس تشریف لے گئے۔ اپنے ہاتھ سے ان کی مٹی صاف کی۔

تیسرا پیغام: آپ ﷺ نے داماد کو سخت الفاظ سے پکارنے کے بجائے پیارے لقب سے پکارا۔

چوتھا پیغام: شوہر کیلیے مناسب ہے کہ رنجش کے وقت گھر سے باہر چلا جائے۔

گھر کی زندگی پُر سکون بنانے میں بطور خاص شوہر کا کردار:

شوہر کو چاہیے کہ اپنی گھر والی کی کمزوریوں سے چشم پوشی کرے کیونکہ عورت ایک کمزور ذات ہے، ان کمزوریوں کی بدولت بیوی سے اپنا دل کھٹا نہ کرے کہ یہ کمزوریاں تقریباً سب عورتوں میں ہوتی ہیں، چنانچہ شوہر اگر اپنی گھر والی کی کمزوریوں سے چشم پوشی کرے گا تو وہ اپنی گھر کی زندگی بہت پُر سکون گزارے گا ورنہ ساری زندگی بیوی سے الجھتا رہے گا اور پریشان پھرے گا:

(1) قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: لَا يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً، إِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا آخَرَ۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: کوئی مسلمان مرد کسی مسلمان عورت سے بغض نہ رکھے، اگر اسکی نظر میں اس عورت کی کوئی خصلت وعادت ناپسندیدہ ہوگی تو کوئی دوسری خصلت وعادت پسندیدہ بھی ہوگی۔ (مسلم)

(2) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ وَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا، فَإِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ، وَإِنَّ أَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ أَعْلَاهُ، فَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيمُهُ كَسَرْتَهُ، وَإِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ، فَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا وفي رواية في الصحيحين: اَلْمَرْأَةُ كَالضِّلَعِ إِنْ أَقَمْتَهَا كَسَرْتَهَا، وَإِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا،

اِسْتَمْتَعْتَ وفِيها عِوَجٌ وفی رواية لمسلم إِنَّ المرْأَةَ خُلِقَتْ مِن ضِلَعٍ، لَنْ تَسْتَقِيمَ لكَ علَى طرِيقةٍ، فَإِنْ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا، اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وفِيها عِوَجٌ، وإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيمُها كسرتَهَا، وَكَسْرُهَا طلاقُها۔ (بخاری و مسلم شریف)

ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: عورتوں کے ساتھ حُسنِ سلوک کرنے کی میری وصیت قبول کرو، کیونکہ عورت کو پسلی سے پیدا کیا گیا ہے اور پسلی میں سب سے زیادہ ٹیڑھا پن اس کے اوپر والے حصے میں ہوتا ہے۔ اگر تم اسے سیدھا کرنے لگ جاؤ گے تو اسے توڑ بیٹھو گے اور اگر اسکو یوں ہی چھوڑ دو گے، تو وہ ٹیڑھی ہی رہے گی۔ اسلیے عورتوں کے ساتھ حُسنِ سلوک کی وصیت قبول کرو۔ ایک اور روایت میں ہے: عورت پسلی کی مانند ہے، اگر تم اسے سیدھا کرنے لگ جاؤ گے، تو اسے توڑ بیٹھو گے۔ اگر تم اس سے فائدہ اٹھانے کا ارادہ رکھتے ہو، تو ٹیڑھے پن ہی کی حالت میں فائدہ اٹھا سکتے ہو۔ ایک دوسری روایت میں ہے: عورت کو پسلی سے پیدا کیا گیا ہے۔ وہ کسی طریقے سے بھی تمھارے لیے سیدھی نہیں ہو سکتی۔ اگر تم اس سے فائدہ اٹھانے کا ارادہ رکھتے ہو، تو ٹیڑھے پن ہی کی حالت میں فائدہ اٹھا سکتے ہو اور اگر تم اسے سیدھا کرنے میں لگ گئے، تو اسے توڑ بیٹھو گے۔ اسکے توڑنے سے مراد اسے طلاق دینا ہے۔

اس حدیث سے حاصل شدہ چند اہم پیغامات

اس حدیث سے حاصل شدہ چند پیغامات درج ذیل ہیں جو کسی گھر کو آباد کرنے اور پُرسکون بنانے میں مشعلِ راہ ثابت ہو سکتے ہیں۔

پہلا پیغام: پسلی میں اشارہ ہے کہ عورت میں کچھ نہ کچھ کجی ہوتی ہے اور یہ کجی زیادہ تر اوپر والے حصے یعنی دماغ کی سوچ اور زبان کے بول میں ہوتی ہے، اسی طرح ان کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہوئے گزارا کرنا ہے، ورنہ دوسری عورت میں بھی یہ کجی ہوگی۔

دوسرا پیغام: ماگر کوئی مرد یہ کہے کہ میں عورت کو سیدھا کرکے دکھلاؤں گا تو طلاق تو ہو جائے گی مگر وہ سیدھی کبھی نہیں ہوگی۔ پھر اگلا شوہر بھی اگر اسکو سیدھا کرنا چاہے تو وہاں بھی طلاق تو ہو جائے گی مگر وہ سیدھی نہ ہوگی، لہٰذا اسکی کمزوریوں کے باوجود اسکے ساتھ نباہ کرنا سمجھدار مرد کی علامت ہے، ورنہ وہ سیدھی بھی نہیں ہوگی اور زوجین کی زندگی بھی بدمزہ رہے گی۔

اللہ پاک ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

پُرسکون گھریلوزندگی کاراز

حضرت اقدس مولانا مفتی عبدالباری صاحب دامت برکاتہم (سکھر)

پُرسکون گھریلوزندگی کاراز

گھریلواور خاندانی زندگی کو پُرسکون بنانے کاراز قرآن پاک کی اُن تین آیاتِ مبارکہ میں پوشیدہ ہے جو خطبۂ نکاح کے موقعہ پر پڑھی جاتی ہیں۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ ان تینوں آیات میں کہیں بھی نکاح یاشادی کالفظ موجود نہیں ہے۔

ایک آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایاہے کہ

یَاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَازَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً

اے لوگو! اُس اللہ سے ڈرو جس نے ایک نفس سے تم سب کو پیدا کیا اور اُس سے اُسکی بیوی کو بھی پیدا کیا (حضرت حوا کو حضرت آدمؑ کی بائیں پسلی سے پیدا کیا) پھران دونوں سے بہت سارے مرد عورت پھیل گئے، پھر دوبارہ اسی آیت میں تقویٰ کی بات ارشاد فرمائی کہ

وَاتَّقُوا اللہَ اللہ سے ڈرو!

دوسری آیت مبارک میں بھی نکاح کاذکر نہیں ہے، اسمیں اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ

یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور اسلام پر مرنا۔ یعنی مسلمان ہونے کی حالت میں مرنا، کہیں اپنے ایمان کو خراب مت کرجانا۔

تیسری آیت مبارکہ میں بھی نکاح کاذکر نہیں ہے، اسمیں اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایاہے کہ

یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرواور دُرست بات کرو

پھرآگے انعامات کا ذکر ہے کہ 1۔ تقویٰ کے نتیجے میں اللہ تمھارے گھریلو حالات درست فرمادیں گے 2۔ تمھاری مغفرت فرمادیں گے۔

خطبہ نکاح کے موقع پر دولھا اور حاضرین کیلئے پیغام

خطبہ نکاح میں پڑھی جانے والی یہ تینوں آیات بنیادی طور پر اپنے اندر تقویٰ کا پیغام رکھتی ہیں، نکاح کے موقعہ پر دولھا کو اور سامنے بیٹھے ہوئے لوگوں کو تین مرتبہ یہ پیغام دیا جاتا ہے کہ بھائی اللہ سے ڈرنا، اللہ سے ڈرنا، اللہ سے ڈرنا۔

نکاح کے موقعہ پر تقویٰ کے متعلق آیات کیوں پڑھی جاتی ہیں؟

نکاح کے موقعہ پر اگر شادی کے فضائل پر آیات آتیں تو اچھا ہوتا، نکاح کے بارے میں آیات آتیں تو اچھا ہوتا یا اس موقعہ پر میاں بیوی کے حقوق بتائے جاتے تو زیادہ بہتر تھا، لیکن اس موقعہ پر ساری باتیں چھوڑ کر اِتَّقُوا اللهَ اِتَّقُوا اللهَ اِتَّقُوا الله کا پیغام کیوں دیا گیا؟ چنانچہ پہلی آیت میں بھی نکاح کا براہ راست تذکرہ نہیں ہے بلکہ تقویٰ کا ذکر ہے، دوسری آیت میں بھی تقویٰ کا ذکر ہے اور تیسری آیت میں بھی تقویٰ کا ذکر ہے۔ اسکی وجہ کیا ہے؟

اسکی وجہ یہ ہے کہ: دراصل نکاح کے وقت ایک نئے خاندان کی تشکیل ہوتیہے۔ دیکھیے! پہلے جو خاندان ہوتا ہے اس میں اولاد والدین کے ماتحت شمار ہوتی ہے اور قانونی طور پر بھی وہی خاندان چلتا ہے، پھر جونہی شادی ہوتی ہے تو شرعی اور قانونی طور پر ایک نیا خاندان وجود میں آجاتا ہے، سرکاری طور پر بھی اسکے لیے نیا نمبر الاٹ ہوجاتا ہے، تو یہ نئے خاندان کی تشکیل کا وقت ہے، اور اس نئے خاندان کا جو سربراہ ہے وہ دولھا ہے،، اس نئے خاندان کا نگران، امیر، ذمہ دار اور سربراہ یہ دولھا ہے، اور اس خاندان میں ابھی فی الحال دو ہی افراد ہیں ایک دولھا ہے، ایک دلھن ہے، مگر آگے یہ خاندان جتنا بڑھتا جائے گا، اسکے افراد میں جتنا اضافہ ہوتا جائے گا یہ دولھا ان سب کا سربراہ بنے گا۔ جب بچے ہوجائیں گے تو بچے اسکی رعایا میں شمار ہوں گے۔ حدیث شریف میں حضور ﷺ نے ارشاد ہے کہ کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اسکی رعایا کے بارے میں سوال بھی ہوگا۔

شادی کا مطلب کیا ہے؟

شادی کا مطلب صرف یہ نہیں کہ لطفِ زندگی شروع ہوگیا، اور شادی کا معنی یہ بھی نہیں کہ ہمیں بیوی کی صورت میں ایک خدمتگار مل گئی، جو برتن بھی دھوئے گی، کپڑے بھی دھوئے گی، گھر کے کام کاج بھی کرے گی، شوہر کی خدمت بھی کرے گی۔ نہیں! بلکہ شادی ایک

ذمہ داری ہے۔شادی کے بعد اب بحیثیت ذمہ دار کے زندگی گذارنی ہے۔ اور یہ جو تینوں آیات میں بار بار تقویٰ کی بات آرہی ہے، پہلی آیت میں ہے:

يَاۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

دوسری آیت میں ہے:

يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ

دوسری آیت میں ہے: يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا

اس سے اس ذمہ دار کو یہ پیغام دینا مقصود ہے کہ اپنی رعیت کے بارے میں، اپنی بیوی کے بارے میں اور اپنے بچوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا، گھر میں انصاف قائم رکھنا۔

ہمارے معاشرے کا بہت بڑا المیہ

میں اپنا تجربہ بیان کرتا ہوں کہ ہمارے معاشرے میں انصاف کم ہے، زیادتی عام ہے، بیویوں کو حقوق دینا بہت کم ہے۔ یہ ہمارے معاشرے کا بہت بڑا المیہ ہے کہ شوہر کا بیوی سے وہ تعلق نہیں جو تعلق ہونا چاہیے۔

مردوں کی زیادتیاں

1۔ بہت سارے مرد یہ خیا کرتے ہیں کہ بیوی پیر کی جوتی ہے، اسے ساری زندگی پیر کی جوتی ہی بنائے رکھتے ہیں، بھائی جوتی کی بھی پالش ہوتی ہے اسکا بھی خیال رکھتے ہیں مگر بیوی کا اتنا بھی خیال نہیں رکھتے۔ یہ غلط ہے اس طرح نہیں کرنا چاہیے۔

2۔ بعض لوگ بیویوں کے ساتھ اتنی زیادہ بدزبانی کرتے ہیں کہ بات بات پر انہیں طلاق کی دھمکی دیتے ہیں کہ میں تمھیں طلاق دے دوں گا۔ یہ بھی بلکل غلط ہے، اس طرح نہیں کرنا چاہیے۔

ایک غلط فہمی کا جواب: بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ شوہر کا درجہ بڑا ہے، اس لیے شوہر جو بھی زیادتی کرے اس سے پوچھ گچھ نہیں ہوگی۔ ایسا بلکل نہیں ہے! بلکہ حدیث میں ہے کہ اگر بیوی کے ساتھ زیادتی کی تو قیامت کے دن حشر خراب ہوگا۔ اور یہ زیادتی مغفرت کے راستے میں رکاوٹ بن جائے گی۔ اسلیے تقویٰ کی تعلیم دی جارہی ہے کہ بھائی تم نئے سربراہ بننے جارہے ہو تو خیال کرنا اہلِ خانہ پر ظلم نہ کرنا، انکے ساتھ زیادتی نہ کرنا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو تقویٰ اور پرہیزگاری والی زندگی نصیب فرمائے۔ آمین

جی ہاں ! خاندانی نظام بہتر ہو سکتا ہے

استاد الحدیث : مولانا عبدالباسط لاڑکانوی صاحب مدظلہ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد :

گھریلو زندگی، خاندانی زندگی پُر سکون ہوئی تو ساری زندگی پُر سکون رہے گی، اگر یہ زندگی پُر خطر رہی تو ساری زندگی کی گاڑی خطرہ اور بدمزگی کا شکار رہے گی۔ سعادت مند لوگ اپنی زندگی کے ہر شعبے کو اہمیت دیتے ہیں، جس سے وہ ہر خیر کا کام اور تعمیری کام زیادہ سے زیادہ کر سکتے ہیں۔ آیئے! ہم بھی کوشش کریں کہ سعادت مند لوگوں کی زندگی اور تجربات سے سبق حاصل کرکے اپنی گھریلو زندگی کو پُر سکون بنائیں۔اس سلسلہ میں ہم استاد محترم شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کے اصلاحی خطبات سے اقتباسات پیش کرتے ہیں۔

سب سے پہلے خاندانی اختلافات کے اسباب کا سدّ باب کیا جائے

خاندانی اختلافات اور جھگڑے ختم ہوں گے تو زندگی پر سکون ہوگی۔ تو سب سے پہلے خاندانی اختلافات کے اسباب کا سدّ باب کیا جائے اور ر دیکھا جائے کہ اصل اختلاف کا سبب کیا ہے ؟

وہ ہے تکبر، اپنے آپ کو بڑا سمجھنا۔ اور بڑا سمجھنے کے نتیجے میں اپنے کچھ حقوق گھڑ لیتے ہیں کہ فلاں فلاں میرے ساتھ ایسا سلوک کرتا، ایسا نہیں کیا تو دل میں شکایت ہو گئی پھر نفرت پیدا ہو گئی پھر معاملات خراب کرنا شروع کر دیے۔ لہٰذا تکبر کی جگہ پر تواضع اختیار کی جائے تو تمام مسائل حل ہو سکتے ہیں، آدمی یوں سمجھے کہ میری کوئی حقیقت نہیں میں تو اللہ تعالی کا بندہ ہوں اس کے احکام کا پابند ہوں میرے اندر کوئی کمال نہیں ہے، نہ ہی میرا کوئی حق ہے اگر کوئی میری حق تلفی کرتا ہے تو وہ کونسا برا کام کرتا ہے، میں حق تلفی کا مستحق ہی ہوں پھر دیکھو کہ کوئی اختلاف، لڑائی، جھگڑا یا بدمزگی ہوتی ہے ؟

اتحاد کے لئے دو شرطیں : اتحاد، اتفاق میں رکاوٹ تکبر ہے کہ میں اتنی حیثیت والا ہوں فلان نے میرے ساتھ یہ معاملہ کیوں کیا؟ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ فرماتے ہیں کہ دو چیزیں اپنے اندر پیدا کرو تو اتحاد قائم ہو جائے گا۔ ایک تواضع دوسری ایثار۔

ساتھ رہنے سے تکلیف پہنچے گی

سب سے پہلے یہ بات ذہن میں رہے کہ یہ دنیا ہے یہاں سردی گرمی ممکن ہے، یہ جنت نہیں ہے کہ کوئی ادنٰی تکلیف بھی نہ ہو۔ یہاں سب کچھ ممکن ہے۔

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ بہترین انسان وہ ہے جو لوگوں کے ساتھ ملا جلا رہے۔ تو جب لوگوں سے واسطہ پیش آئے گا، تو لازماً تکلیف پہنچے گی، خلاف مزاج باتیں سننی پڑیں گی، چاہے تمہارا کتنا ہی قریبی عزیز اور قریبی دوست ہو۔ کیوں کہ انسانوں کے مزاج میں قدرت نے فرق رکھا ہے انسانون کی چہروں میں فرق ہے انگلیوں کے پوروں میں فرق ہے تو طبیعت اور مزاج میں بھی فرق ہوگا۔

سب لوگ ہم خیال اور ہم مزاج نہیں ہو سکتے جب ظاہر ایک جیسا نہیں تو باطن اور اخلاق و کردار میں بھی فرق ہوگا، جی ہاں ! ظاہری تکلیف بھی اور روحانی تکلیف اور نفسانی تکلیف بھی پہنچے گی۔

دوسروں کی تکالیف پر صبر

میاں بیوی کی طبیعت ایک ہو نہیں سکتی اسکا ایک حل یہ ہے کہ آدمی صبر کرے ہر ایک کو برداشت کرے، صبر نہیں کروگے تو لڑائیاں، جھگڑے، فتنے اور فساد ہوں گے یہ دو چیزیں دین کو مونڈنے اور تباہ اور برباد کرنے والی ہیں۔

لہٰذا ان تکلیفوں اور خلافِ طبع باتوں کو مستقل ناچاقی کا ذریعہ نہیں بنانا چاہیے ،دوسروں کی بھلائیوں اور احسانات اور مقام کو بھی سامنے رکھنا چاہیے، اور صبر والوں کے درجات بھی بہت بڑے ہیں ،آخرت میں اللہ پاک صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر عطا فرماتے ہیں، اللہ پاک کا ارشاد گرامی ہے "انما یوفی الصبرون اجرھم بغیر حساب (الزمر) پھر صبر سے تمام جھگڑے اور فساد ختم ہو جائینگے اور ہر طرح کا سکون عیش نصیب ہوگا۔

کسی سے اچھے توقعات وابستہ نہ کرو:

دنیا میں کسی سے بھی اچھے توقعات وابستہ نہ کرو کہ یہ کچھ دے گا یا نفع پہنچائے گا یا میری عزت کرے گا یا کچھ مدد کرے گا۔ کیونکہ خود آدمی امید رکھتا ہے پھر دوسرے اس معیار پر نہیں اترتے تو آدمی پریشان ہوتا ہے کہ فلاں نے یہ کیوں کیا۔ جب کوئی امید ہی نہ تھی تو نہ غم ہوگا نہ دکھ ہوگا نہ پریشانی ہوگی۔ یہاں اگر کسی نے اچھا سلوک کرلیا تو اس کو اللہ تعالی کا فضل و کرم سمجھو۔

صرف ایک ذات سے توقع رکھو:

سب کچھ اللہ تعالی کی ذات کو سمجھو، اسی سے مانگو، اسی سے امید رکھو، پھر دیکھو کیا نعمتیں ملتی ہیں کیسا سکون نصیب ہوتا ہے۔

حضور ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے: **اللھم اجعل فی قلبی رجاءک واقطع عنی رجائی عن من سواک** اے اللہ! میرے دل میں اپنی امید ڈال دیجئیے اور میری امیدین اپنے سوا ہر ایک مخلوق سے ختم کر دیجئے۔ اس دعا کی برکت سے گھریلو اور خاندانی سکون حاصل ہوگا۔

سکون اور محبت کی دوسری بنیاد: ایثار:

اسی طرح آدمی اللہ تعالی کی مخلوق کے ساتھ ایثار کا رویہ اختیار کرے تو اس سے محبتیں پیدا ہوں گی۔ نفرتیں اور لڑائی جھگڑے ختم ہو جائیں گے ہر طرح کا سکون نصیب ہوگا۔ ایثار کا یہ معنیٰ ہے کہ دل میں یہ جذبہ ہو کہ میں اپنی راحت کی قربانی دیکر اپنے مسلمان بھائی کو راحت پہنچاؤوں گا، خود نقسان اٹھالوں گا لیکن اپنے مسلمان بھائی کو نفع پہچادوں گا۔

اس نفع وضرر کی دنیامیں یہ ہم نے لیاہے درس جنوں
اپناتوزیاں تسلیم مگراوروں کازیاں منظور نہیں

جب اللہ کی رضا کی خاطر بندہ اتنی قربانی دے گا تو ضرور اللہ بھی اپنی رحمتیں نازل فرمائے گا۔

خودغرضی سے نکلیں: صحابہ کرامؓ کے ایثار کے واقعات تو مشہور ہیں، خود نہیں کھاتے مہمان کو کھلاتے، بھوکا پیاسا رہ کر دوسروں کا پیٹ بھرتے۔

اس لئے اپنا حق دبا کر دوسروں کا حق ادا کیا جائے یہ بڑا مقام ہے، اللہ تعالیٰ اس سے بہت خوش ہوتے ہیں اور بندے کو نعمتوں سے نوازتے ہیں، اس سے دلوں میں محبتیں پیدا ہوتی ہیں۔

اس لئے انسان فقط اپنی کائنات میں نہ الجھا ہوا ہو، انسان تکبر اور خود غرضی چھوڑدے، تواضع اور ایثار اختیار کرے پھر سکون واطمینان کی زندگی میسر ہوگی، اور بقول حضرت ڈاکٹر عبدالحي عارفیؒ "یہ تواضع اور عاجزی ایسا منصب ہے کہ کوئی کسی سے چھین نہیں سکتا" ورنہ لوگ منصب اور عہدے کے پیچھے پڑے ہوئے ہوتے ہیں، بس تواضع والا منصب پکڑلو، نہ لڑائی ہوگی نہ جھگڑا ہوگا، نہ اختلاف ہوگا۔

اللہ تعالی اپنے فضل وکرم سے اس کی سمجھ اور عمل کی توفیق عطافرمائے۔

رشتہ ازدواج میں دراڑ ڈالنے والے چند خطرناک کام

مولانا رحمت اللہ امیر صاحب مدظلہ (جامعہ دارالعلوم سکھر)

انسان کی ذات میں خلقتاً فطری کمزوریاں ودیعت رکھی گئی ہیں۔اس دنیا میں کوئی پرفیکٹ نہیں سوائے انبیاء علیہم السلام کے۔اور اگر ہو بھی تو انسان اپنی نظر میں مکمل تو ہو سکتا ہے لیکن مخاطب کے اعتبار سے اس میں ہزار کمزوریاں ہو سکتی ہیں۔

دیکھا جائے تو آج ہم میں سے اکثر لوگوں کی زندگی سرپرستوں سے خالی ہے۔ اور اگر سرپرست ہیں تو ان کو وہ اہمیت نہیں دی جاتی جس کے وہ حقدار ہوتے ہیں۔اس وجہ سے آج نوجوان بجائے بڑوں کے تجربات سے استفادہ لینے کے اپنی منوا کر چلنے کو ترجیح دے رہے ہیں۔ اس کے برعکس کچھ افراد ایسے بھی ہیں جو کسی کی سرپرستی اور راہنمائی میں زندگی گذارنا چاہتے ہیں لیکن کوئی مخلص نہیں ملتا۔آج کے اس پر فتن دور میں ایک انسان کے لیے بہترین سرپرست اور رہنما اللہ تعالیٰ کے احکام، رسول ﷺ کے فرامین اور اصحاب رسول ﷺ کی زندگیاں ہیں۔

انسانی زندگی کے مختلف مراحل میں سے ازدواجی زندگی ایک اہم ترین مرحلہ ہیں۔ دیکھا جائے تو گزرتے وقت کے ساتھ ازدواجی زندگی کے مسائل بڑھتے چلے جارہے ہیں۔ ذیل میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں کچھ تجاویز ذکر کی جارہی ہیں، جن پر عمل کر کے ازدواجی زندگی کو خوشگوار اور پرسکون بنایا جاسکتا ہے۔

خود کو ناشکری سے بچائیں:

اپنی نعمتوں پر ناشکری نہ کریں !اگر کسی کو اسکا ہم سفر اس کے ہم مزاج مل جائے تو یہ قدرت کی اس پر دین ہے۔ جسے آپ ﷺ نے خیر متاع الدنیا المرأة الصالحة فرمایا ہے۔ یہ سب اللہ پاک کی اپنے بندہ پر کرم نوازی کا معاملہ ہے جو اسکے کسی مخلصانہ نیکی کا بدلہ ہے۔<u>اسلیے اللہ کا شکرادا کریں: کہ اللہ پاک نے آپ کو اپنے اپنی جوانی کی نئی زندگی</u>

گذارنے کے لئے ، زندگی کا بہترین سہارا عطا کیا ہے،خود کا موازنہ اپنے آس پاس کے لوگوں سے کرکے ان کے نصیب پر حسد نہ کریں۔ کیونکہ نعمتوں کے ساتھ ساتھ ہر شخص اپنے حصہ کی مشقت بھی برداشت کر رہا ہوتا ہے۔ اس لئے ہر حال میں اللہ پاک کا شکر گذار ہو کر زندگی بسر کریں۔

ایک دوسرے سے بے فکری نہ برتیں :

اگر دونوں میں سے کوئی ایک بھی دوسرے کا خیال نہیں رکھے گا تو یہ رشتے میں دراڑ کا آغاز ہوگا۔ایک دوسرے کا خیال رکھنا باہمی محبت کو بڑھاتا ہے۔

ایک دوسرے پر شک نہ کریں : اعتماد ہی رشتے کی مضبوطی کی ضمانت ہے۔ لیکن اگر اعتماد میں کمی آنے لگے تو پھر جان لیں کہ اب رشتہ ٹوٹنے کی جانب گامزن ہے۔ بلاوجہ شک کی وجہ سے گھر برباد ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا آپ کو اس عادت سے دور رہنا ہوگا، ورنہ رشتہ نبھانے میں مشکلات پیش آئیں گی۔

ایک دوسرے کے ساتھ اپنے جذبات واحساسات کا کھل کر اظہار نہ کرنا:

اپنے جذبات واحساسات کا اظہار نہ کرنا خاموشی سے رشتوں کا قاتل ہے۔اگر آپ اپنے احساسات کا اظہار نہیں کریں گے تو آپ کے ہم سفر کو آپ کے جذبات کا علم نہیں ہو پائے گا اور بلاوجہ تعلق میں بدمزگی پیدا ہو گی اور رشتہ خطرے میں پڑ جائے گا۔

ایک دوسرے کو نظرانداز کرنا:

اگر ہم یہ سمجھ لیں کہ ہمارا ہم سفر ایک فضول چیز ہےاور ہم اسے نظرانداز ہی کرنا شروع کردیں تو ایسی صورت میں بھی کئی قباحتیں جنم لیں گی۔

ایک دوسرے پر طنز کرنا:

ہر انسان سے غلطی ہوتی ہے لیکن اس غلطی کو معاف کردینا ایک اچھی چیز ہے۔ میاں بیوی کے تعلق میں تو اس بات کا خاص خیال رکھنا ہوتا ہے کہ کسی غلطی پر ایک دوسرے کو طنز نہ کیا جائے۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو آپ کا رشتہ جلد کمزور ہونے لگے گا کیونکہ یہ انسانی فطرت ہے کہ اسے طنز بالکل بھی پسند نہیں ہوتا۔

مالی معاملات میں لاپرواہی برتنا :

میاں بیوی ایک گاڑی کے دو پہیے ہیں اور مل جل کر گھر چلانا دونوں کی ذمہ داری ہے۔اگر میاں کما کر لائے اور بیوی فضول خرچی کرے یا میاں کام کرنے کی بجائے گھر پر ہی پڑا رہے تو دونوں صورتوں میں مالی مسائل پیدا ہوتے ہیں اور گھر میں ناچاقی شروع ہو جاتی ہے۔اس لئے ضروری ہے کہ ایسی صورتحال سے بچا جائے ورنہ زندگی میں تناؤ بڑھتا ہے، جس سے گھر جلد ٹوٹ جاتے ہیں۔

گھر میں موجود اشیاء کی ناقدری کرنا:

گھر میں آنے والی ہر چیز پر نہ صرف پیسہ بلکہ وقت اور سب سے بڑھ کر عزت بھی خرچ ہوئی ہوتی ہے،اس کی ناقدری کرنا دراصل اس نعمت کی محرومی کا پیش خیمہ ہے۔

چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑنا جھگڑنا :

چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑنے جھگڑنے سے بھی گھر کا سکون برباد ہوتا ہےاور نحوست ڈیرہ ڈالتی ہے؛جس کی وجہ شیطان اس گھر کے معاملات الجھاتا رہتا ہے۔

ایک دوسرے کو مکمل تبدیل کرنے کی کوشش کرنا:

ہر انسان کی کچھ عادات ہوتی ہیں جس پر اس نے عمر کا کافی عرصہ گذارا ہوتا ہے؛انکو یکسر تبدیل کرنا آسان نہیں۔اسلیے حکمت اور نرمی کے ساتھ ایک دوسرے کو سمجھانا چاہیے۔

ایک دوسرے کے خاندانوں کو نظر انداز کرنا :

ہر مرد کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کی بیوی، اس کے والدین اور بہن بھائیوں کو وقت دے۔اسی طرح عورت بھی چاہتی ہے کہ اس کا شوہر اس کی فیملی کی عزت کرے لیکن اگر دونوں میں سے کوئی بھی ایک یہ کام نہ کرے تو مسائل جنم لینے لگتے ہیں۔

ماضی کی باتوں پر نظر رکھنا:

ہر انسان کا اپنا ایک ماضی ہوتا ہے۔اس ماضی میں کچھ تلخ حالات و واقعات ایسے ہوتے ہیں کہ جن کے کریدنے سے ازدواجی تعلق مسائل کا شکار ہو سکتا ہے۔اس لیے ان باتوں سے قطع نظر اپنے موجودہ حالات کو بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

ڈرامہ دیکھنے اور ان کے اثرات سے باز رہیں:

بد قسمتی سے ہماری اولین تربیت گاہ اور راہنمائی؛الیکٹرانک میڈیا بن گئی ہے۔ جبکہ اصل رہنمائی اسلامی تعلیمات سے ملتی ہے۔ موجودہ زمانے میں معاشرے کے بگاڑ کا بنیادی سبب ڈرامے دیکھنا اور پھر غیر محسوس انداز میں اپنی زندگی کو اس پر لانا ہے۔ جو کہ انتہائی مہلک ہے۔

اللہ پاک سے مدد مانگتے رہنا:

گھر کے سکون میں محبت بڑی اہمیت کا حامل ہے، ایک دوسرے کے دل میں محبت پیدا کرنے کے لیے اللہ پاک کی طرف رجوع ضروری ہے۔ کیوں کہ کسی کے دل میں محبت ڈالنا یہ خاصہءِ خدا ہے، کوئی اور پوری دنیا خرچ کر کے بھی کسی کے دل میں اپنی محبت نہیں ڈال سکتا۔ جیسا کہ اس آیت میں بھی اشارہ ہے۔ وَاَلَّفَ بَیۡنَ قُلُوۡبِہِمۡ ؕ لَوۡ اَنۡفَقۡتَ مَا فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا مَّاۤ اَلَّفۡتَ بَیۡنَ قُلُوۡبِہِمۡ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ اَلَّفَ بَیۡنَہُمۡ ؕ اِنَّہٗ عَزِیۡزٌ حَکِیۡمٌ ﴿۶۳﴾ یعنی اللہ نے مسلمانوں کے دلوں میں الفت پیدا کر دی۔ اگر تم زمین میں جو کچھ ہے سب خرچ کر دیتے تب بھی ان کے دلوں میں الفت پیدا نہ کر سکتے تھے لیکن اللہ نے ان کے دلوں کو ملا دیا، بیشک وہ غالب حکمت والا ہے۔ (الانفال)

گھر میں داخل ہونے اور نکلنے کی دعائیں

گھر میں داخل ہونے کی دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّي اَسۡئَلُکَ خَيۡرَ الۡمَوۡلَجِ وَخَيۡرَ الۡمَخۡرَجِ

بِسۡمِ اللّٰهِ وَلَجۡنَا وَبِسۡمِ اللّٰهِ خَرَجۡنَا وعَلَي اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَكَّلۡنَا۔

گھر سے نکلنے کی دعا

بِسۡمِ اللّٰهِ تَوَكَّلۡتُ عَلَي اللّٰهِ

لَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّةَ اِلاَّ بِاللّٰهِ

گھر کا ماحول پر سکون بنانے کے اسباب

شیخ الحدیث حضرت مولانا مسعود احمد سومرو صاحب مدظلہ (مہتمم: قدیمہ مدرسہ لاڑکانہ)

1۔اللہ پاک سے دعا ہے کہ اللہ پاک ہمارے گھروں کو پر سکون بنائے۔ گھر کو پر سکون بنانے میں ایک سبب والدین کی دعا ہے۔۔۔الجنة تحت اقدام الامہا ۔اسکی شرح میں محدثین نے فرمایا ہے کہ جو اپنے والدین کو خوش کرے گا دنیا میں اس کا گھر جنت کا نمونہ بن جائے گا۔

2۔اگر بیوی صالحہ ہے تو بھی سکون حاصل ہوگا ورنہ عبادت سے، دعاؤں سے، ریاضت سے، صحبت سے، اور اللہ والوں کی نصیحتوں کے مطابق اگر ہماری گھریلو زندگی بن گئی تو ان شاء اللہ گھریلو ماحول پر سکون بن جائے گا۔

3۔ شیخ الحدیثؒ نے فضائل صدقات کے آخر میں 70 قصے لکھے ہیں وہ قصے، یا پھر کتاب حکایاتِ صحابہؓ سے گھروں میں صحابہ کرامؓ کے قصے، اولیاء کرام کے قصے اپنے بچوں کو سنائیں جیسے پہلے زمانے میں عورتیں سناتی تھیں،اسی طرح بہشتی زیور کے جس حصے میں بیبیوں کے واقعات ہیں تو اسکی ب بھی تعلیم کی جائے،اس سے بھی گھریلوی زندگی پر سکون بن سکتی ہے۔

4۔ اللہ پاک سے دعا بھی مانگنی چاہیے کیونکہ سکون تب ملے گا جب ہمارے گھروں میں اللہ پاک کی عبادت ہوگی۔ حضور ﷺ گھر کے وقت کو تین حصوں میں تقسیم کرتے تھے ایک حصہ اللہ کی عبادت کیلئے ،ایک حصہ اپنی بیویوں کیلئے اور ایک حصہ آرام کیلئے۔ تو اگر ہم نے بھی ایک حصہ گھر کا عبادت کیلئے خاص کر لیا تو اس سے بھی گھر میں سکون حاصل ہوگا۔

5۔ مستورات کی جماعت سے بھی ہمارے گھروں میں پر سکون ماحول بن سکتا ہے۔کہ مستورات کی جماعت ہمارے گھر میں آئے اور دین کی بہاریں لگیں۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ اس رسالے کو تعلیم وتربیت و گھریلو سکون کا ذریعہ بنائے اور قبول فرمائے، اللہ پاک مفتی عبدالقیوم صاحب اور جنہوں مضامین بھیجے ہیں ان کے گھروں کو بھی پر سکون بنائے ، اللہ ہمارے گھروں کو بھی پر سکون بنائے، اور اللہ پاک عبادتوں والا سکون نصیب فرمائے، اور گناہوں والے سکون اور مزے سے پناہ عطا فرمائے۔آمین

گھروں میں رحمت و برکت کا خاص عمل

شیخ الحدیث حضرت مولانا مسعود احمد سومرو صاحب مدظلہ (مہتمم : قدیمہ مدرسہ لاڑکانہ)

آجکل ہر گھر میں فتنہ، فساد، جھگڑے، بے سکونی غصہ اور بے برکتی نے ڈیرے ڈال رکھے ہیں، ان تمام مسائل کے حل کے لیے شریعت نے اعمال بتائے ہیں، ان اعمال میں سے ایک خاص عمل درود شریف پڑھنا بھی ہے۔ اگر ہم کوئی وقت مقرر کریں اور سارے گھر والے مل کر اس وقت اجتماعی طور پر یہ درود شریف پڑھیں

بسم اللہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ
صلی اللہ علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم

تو اس درود کی مجلس کی برکت سے گھروں سے فتنے، فساد، جھگڑے، بے سکونی، اور بے برکتی نکل جائے گی اور اللہ پاک کی رحمت کا نزول ہوگا جسکی وجہ سے گھر میں سکون اور برکت آئے گی۔

مجلسِ درود کی برکت

الحمد للہ جتنے بھی گھروں میں مجلس درود شریف ہوتی ہے ان گھروں میں کافی فائدہ ہوتا ہے، خاص طور پر دیکھا گیا ہے کہ گھروں میں مجلسِ درود کی برکت سے غصہ بلکل ختم ہو جاتا ہے یا کم ہو جاتا ہے۔

نوٹ: احادیث میں بالخصوص جمعہ اور شب جمعہ کو درود شریف پڑھنے کے خصوصیت کے ساتھ فضائل وارد ہوئے ہیں، جمعہ کے دن خاص اہتمام کے ساتھ آپ ﷺ پر درود پیش کیا جاتا ہے۔

لہٰذا انفرادی اور اجتماعی طور پر درود شریف پڑھنا جائز ہے اور ثواب کا باعث ہے، البتہ اجتماعی ہیئت کو لازم اور ضروری سمجھے بغیر لوگوں کی ترغیب اور عبادت کی فضا قائم کرنے کے لیے کچھ لوگ جمع ہو کر اگر اپنے اپنے طور پر آہستہ آواز یا اتنی بلند آواز سے کہ ریا اور ایذا کا احتمال نہ ہو، درود شریف پڑھ لیں تو مضائقہ نہیں ہے، مگر التزام سے بچنے کے لیے کسی دن ترک بھی کریں، تاکہ التزام مالایلزم نہ ہو۔

پرسکون گھریلو زندگی، مگر کیسے؟

مولانا مہتاب علی سومرو صاحب مدظلہ (جامعہ اسلامیہ لاڑکانہ)

قرآن کریم کی روشنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ انسان کی گھریلو زندگی حقیقت میں راحت اور سکون کا سبب ہے؛ کیونکہ گھر میں موجود اولاد آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور بیوی کو تو اللہ تعالیٰ نے پیدا ہی سکون حاصل کرنے کے لیے کیا ہے۔ ومن آیاتہ أن خلق لکم من أنفسکم أزواجا لتسکنوا الیھا۔ (سورۃ الروم، آیت 20)

اگر صرف اپنے گھر کو ہی دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی نعمتوں میں شمار فرمایا ہے: واللہ جعل لکم من بیوتکم سکنا (سورۃ النحل) لیکن سوال یہ ہے کہ یہ پرسکون زندگی کیسے حاصل ہو؟ تو اس سلسلے میں ان شرعی اصول وضوابط کو اپنانا چاہیے جن کو اپنانے سے ایک پرسکون اور باوقار گھریلو زندگی وجود میں آتی ہے۔ ذیل میں اس کا مختصر نقشہ کھینچا جارہا ہے:

نیک سیرت ہم سفر کا انتخاب: ہر گھر کی بنیاد شوہر اور بیوی ہیں، لہٰذا ایسی عورت کو بطور بیوی انتخاب کیا جائے جو اپنے اخلاق و سیرت کے اعتبار سے نمایاں ہو، اور اخلاق وسیرت میں بنیادی امر دین ہے۔ اسی بارے میں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: الدُّنیا مَتَاعٌ، وَخَیْرُ مَتَاعِ الدُّنیا الْمَرْأَۃُ الصَّالِحَۃُ (صحیح المسلم) دنیا ساز وسامان ہے اور دنیا کا بہترین سامان نیک بیوی ہے۔

اصلاح کی کوشش کرنا: ایک دوسرے کو نصیحت کرنا، سمجھانا شریعت کے بنیادی اصولوں میں سے ہے، اور اس بنیاد کی کامیابی اخلاق حسنہ اور دین میں مضمر ہے۔

اسی اصول کو مد نظر رکھتے ہوئے گھریلو معاملات میں ایک دوسرے کو اچھے انداز سے سمجھانا، اصلاح کرنا، گھر میں خوشگوار ماحول کو قائم رکھنا چاہیے۔ اور یہ ذمہ داری گھر کے ہر فرد پر اپنی حیثیت کے مطابق ادا کرنا ضروری ہے، نبی ﷺ کا فرمان ہے: کُلُّکُمْ راعٍ و کُلُّکُمْ مَسؤولٌ عَنْ رَعِیَّتِہِ تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور تم میں سے، ہر ایک سے اس کی نگہبانی کے متعلق (قیامت کے دن) سوال ہوگا۔ (صحیح البخاری)

دینی تربیت کا اہتمام کرنا : گھریلو ماحول کی سعادت کا راز دینی تربیت میں پوشیدہ ہے، جتنا گھر میں دین کا اہتمام ہوگا، اتنا ہی وہ گھر خوشحال ہوگا، جیسا کہ خود نبی ﷺ کا طرزِ عمل بیان کرتے ہوئے سیدہ عائشہ ؓ ارشاد فرماتی ہیں: کان رسول الله ﷺ **یصلی من اللیل فاذا أوتر قال قومی فأوتری یاعائشه** (مسلم) رسول اللہ ﷺ رات کے وقت نماز پڑھتے پھر جب وتر پڑھ لیتے تو فرماتے اے عائشہ اٹھو اور وتر پڑھو۔

گھر میں ذکر کا اہتمام کرنا : یہ سچی بات ہے کہ برکت اور رحمت اللہ کی طرف سے آتی ہے اور برکت کا ذریعہ ذکرِ الٰہی ہے، گھر میں مختلف انداز کے ذکر مختلف طریقوں سے احادیث میں ملتے ہیں، اس لیے گھر میں داخل ہوتے وقت، گھر سے باہر نکلتے وقت، کھانے، پینے، بیت الخلا میں جاتے وقت، سونے کے وقت، سونے سے اٹھنے کے وقت ان تمام دعاؤں کا اہتمام کرنا چاہیے، جو رسول اللہ ﷺ سے منقول ہیں۔

سورۃ بقرہ کی تلاوت کرنا: حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ، شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے، جس گھر میں سورہ بقرہ پڑھی جاتی ہے۔ (لمسلم)۔

اولاد کی تربیت : اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہمارے سامنے رہنا چاہیے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا (التحریم) اے مؤمنو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔ لہٰذا گھر کے سربراہ کی ذمہ داری ہے کہ گھر کے افراد خصوصاً اولاد کی تربیت پر توجہ دے؛ کیونکہ گھر ک چین بچوں کی سعادت سے ہے اور بچوں کی سعادت دین میں ہے۔

گھریلو جھگڑوں کے معاملات پر تبادلۂ خیال بچوں کے سامنے نہ کریں۔ عموماً یہ بات مشاہدہ میں آئی ہے کہ میاں بیوی کے جھگڑے، شب و روز کی نوک جھونک، سب کچھ بچوں کے سامنے ہو رہا ہوتا ہے۔ اس سے بچے نفسیاتی طور پر بہت متاثر ہوتے ہیں۔

گھر کے ماحول کو خوشگوار بنانے کے لیے برائے مہربانی اور شکریہ کے کلمات کو رواج دینا چاہیے، اس سے ایک دوسرے کی عزت دل میں بڑھتی ہے۔

آتے جاتے سلام کے الفاظ دل کے دروازے ایک دوسرے کے لیے کھولتے ہیں، یہ ملاقات کا ادب بھی ہے اور لوگوں کے لیے سلامتی کی دعا بھی۔

گھریلو مسائل جو بھی ہوں، انہیں آپس میں ادب و احترام کے ساتھ ایک دوسرے کو منتقل کرنا چاہیے، مار پٹائی، گالی گلوچ، لعن طعن سے بچنا چاہیے۔

اکیلا کھانے کی بجائے اجتماعی طور پر کھانا بھی گھر کے ماحول کو سازگار بنانے میں انتہائی معاون ہوتا ہے، اور اس سے بہت ساری غلط فہمیوں کا دروازہ بند ہوتا ہے۔

اپنے کام خود انجام دینا بھی اسوۂ رسول ہے۔ بچوں کو ایسا ماحول دینا چاہیے کہ وہ اپنے بڑوں کی ضرورتوں کی تکمیل کے لیے خوشی سے حصہ لیں اور اسے اپنی سعادت سمجھیں۔

سب سے بڑھ کر ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ دعا سکھلائی ہے "ربنا هب لنا من أزواجنا وذريتنا قرة أعين واجعلنا للمتقين اماما" اس دعا کا اہتمام کرنا چاہیے۔ امید ہے کہ اگر ہم مذکورہ بالا اصول پر عمل کریں، تو اپنی گھریلو زندگی کو پرسکون بنانے میں اپنا اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

اسلامی تاریخی معلومات

مولانا محمد عارف صاحب گودھروی (باڈھ)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام کتنے دن کنعان شہر کے کنویں میں رہے؟

جواب: تین دن

سوال: حضرت یونس علیہ السلام کتنے دن مچھلی کے پیٹ میں رہے؟

جواب: بعض نے تین دن بعض نے ایک دن بعض نے سات دن اور بعض نے 40 دن لکھا ہے۔

سوال: سب سے زیادہ حَسین کونسے نبی تھے؟

جواب: حضرت یوسف علیہ السلام

سوال: قرآن مجید میں حضرت یوسف علیہ السلام کا کتنی مرتبہ نام آیا ہے؟

جواب: 26 مرتبہ جن میں 24 مرتبہ سورہ یوسف میں اور دو مرتبہ دوسری جگہ پہ آیا ہے۔

گھریلوزندگی کوپرسکون بنائیے

مولانامظہرالدین سومرو صاحب مدظلہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْم

قارئین اکرام: جیساکہ آجکل گھریلوزندگی کی بگڑتی ہوئی صورتحال میں دن بدن اضافہ ہوتا جارہا ہےاور ہر دوسرا گھر اس بیماری کے اندر مبتلا ہے۔گھر میں خونی رشتوں کی آپس میں ایک دوسرے نہیں بنتی۔وہ اس لئے نہیں بنتی کہ ہم اسلامی احکامات اور اسلامی تعلیمات کے مطابق زندگی نہیں گذارتے جسکی وجہ سے پُرسکون زندگی گذارناعذاب بن گیاہے۔

اسلام ایک مکمل ضابطۂِ حیات دین ہے،

اسلام ایک مکمل ضابطۂِ حیات دین ہے،اسلام میں انسان کو ہر پہلو سے زندگی گذارنے کا طریقہ بتایا گیاہے۔چاہے اس کا تعلق عبادات سے ہو یا معاشرت سے ہو۔معاشرت میں سب سے پہلے گھر کا معاشرہ آتاہے کہ گھر میں ہمیں کیسے رہناہے؟گھریلوزندگی کو کو کیسے پُرسکون بناناہے؟

گھر کے افراد سے حُسنِ سلوک رکھاجائے

اسلام نے گھریلوزندگی کو پُرسکون بنانے کے لیے بہت سارے طریقے بتائیں ہیں ان میں سے ایک طریقہ یہ ہے کہ گھر کے افراد سے حُسنِ سلوک رکھاجائے۔

حُسنِ سلوک کا مطلب یہ ہے کہ: گھروالوں کا آپس میں گفتگو کرنے کا معیار حُسنِ سلوک کے ساتھ ہوناچاہیئے۔نرم مزاجی سے گفتگو کرنا بھی حُسنِ سلوک میں داخل ہے،نرم لہجے میں گفتگو کرنے سے گھر کو جنت بنایاجاسکتاہے۔اگرہماری گفتار میں نرم مزاجی اور حُسنِ سلوک ہے تو پتھر دل کو بھی موم بنایاجاسکتاہے۔قرآن پاک میں اللہ تعالی فرماتے ہیں فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى (اے موسی اورہارون) آپ دونوں جاکر اس (فرعون) کے ساتھ نرمی سے بات کرنا،شاید وہ نصیحت قبول کرے،یا(اللہ سے) ڈر جائے۔

یہاں پر اللہ تعالی حضرت موسیؑ اور حضرات ہارونؑ کو فرعون جیسے ظالم شخص سے نرم گفتگو کرنے کا حکم فرماتے ہیں کہ شاید نرم گفتگو سے فرعون کا دل تمہاری طرف مائل ہوجائے۔اگرفرعون جیسے

ظالم شخص کو نرم گفتگو کے ذریعے دین کی طرف مائل کیا جاسکتا ہے تو اس نرم مزاجی سے گھر کے ماحول کو بھی بہتر کیا جاسکتا ہے۔

قرآن پاک سے نرم لہجے میں بات کرنے کا ثبوت:

یہاں قرآن پاک سے چند ایسی آیات بیان کی جاتی ہیں جن میں اس بات کا ذکر ہے کہ اپنے والدین کے ساتھ بھی اور عام لوگوں کے ساتھ بھی نرم لہجے میں گفتگو کی جائے۔

1۔قُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا: ان سے مناسب انداز میں بات کرو۔

2۔قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا: لوگوں سے بھلی بات کہنا۔

3۔وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا: اور ان سے عزت کے ساتھ بات کیا کرو۔

معلوم ہوا کہ گھر میں اگر نرم مزاجی سے گفتگو کریں گے تو گھر کا ماحول پر سکون ہوگا۔

احادیث مبارکہ سے نرم لہجے میں بات کرنے کا ثبوت:

1۔ عقبہ بن عامر رضہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مَا النَّجَاةُ؟ نجات کس چیز میں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا أَمسِكْ عليك لِسَانَكَ، وَلْيَسَعْكَ بَيْتُك، وَابْكِ على خَطِيئَتِكَ اپنی زبان کو قابو میں رکھو، اپنے گھر کو لازم پکڑو اور اپنے گناہوں پر رویا کرو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زبان کو کنٹرول کرنے سے دنیوی اور اخروی نجات ملے گی۔

یاد رکھیے! زیادہ نہ بولنے سے اخروی نجات بھی ملے گی اور دنیوی نجات بھی ملے گی۔ اخروی نجات اس طرح ملے گی کہ بندہ جب زیادہ بولتا ہے تو گالی، گلوچ، غیبت اور فحش کلام کرتا ہے، لہذا جب وہ مختصر اور کام کی بات کرے گا تو اس میں گالی اور غیبت نہیں ہوگی جسکی وجہ سے گناہ کم ہوں گے اور جب گناہ کم ہوں گے تو نجات ملے گی۔ اور دنیوی نجات اس طرح ملے گی کہ گھر والے اور اقرباء زیادہ باتوں سے اور بیہودہ گفتگو کے شر سے نجات پائیں گے۔

2۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لِحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ جو شخص مجھے اپنے دونوں جبڑوں کے درمیان والی چیز (زبان) اور اپنی دونوں ٹانگوں کے درمیان والی چیز (شرمگاہ) کی حفاظت کی ضمانت دیدے تو میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

مذکورہ حدیث میں دو چیزوں کی ضمانت میں سے ایک زبان کا غلط استعمال ہے، مطلب یہ ہے کہ زبان کو غلط استعمال کر کے گھر والوں کی دل آزاری نہیں کرنی چاہیئے۔

اگر طبیعت میں نرمی نہیں ہے تو کچھ دن گھر سے کنارہ کشی کر کے بھی گھر کا ماحول بہتر بنایا جاسکتا ہے، چنانچہ آپ ﷺ کا فرمان ہے زُرْ غِبّاً تَزْدَدْ حُبّاً دیر سے ملا کرو اس محبت ر بڑھے گا ۔

3. حضور ﷺ کا فرمان ہے إِنَّ مِنْ حُسنِ اِسلامِ المَرءِ تَرْكُهٗ مَالَا يَعْنِيه بے شک انسان کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ فضول باتوں کو ترک کر دیتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ عمدہ اور اچھی گفتگو کرنا ہی انسان کے معیار کو ظاہر کرتی ہے ،انسان کے خاندانی ہونے کی علامت اچھی گفتگو ہوتی ہے، چنانچہ قرآن پاک میں ہےوَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ کامیاب مؤمن وہ ہیں جو لغو چیزوں سے منہ موڑے ہوئے ہیں۔اس آیت میں اللہ تعالی نے مؤمنوں کی کامیاب ہونے کی شرائط میں سے ایک شرط یہ بیان فرمائی ہے کہ جو لغو باتوں کو چھوڑے گا تو وہ کامیاب ہوگا۔اور اسے دنیوی کامیابی بھی ملے گی، اخروی کامیابی بھی ملے گی اور گھر کی کامیابی بھی ملے گی۔

مذکورہ تمام آیات اور احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر ہم اپنے گھر کے افراد سے نرم لہجے میں اچھہ گفتگو کریں گے اور بیہودہ اور لغو گفتگو کو چھوڑیں گے تو ہمارے گھر کا ماحول پُر سکون ہو جائے گا۔

بچوں کا صفحہ — احمق آدمی کا قصہ

ابو عمر لاشاری صاحب (قدیمی مدرسہ لاڑکانہ)

ایک احمق آدمی کی آنکھوں میں درد ہوا تو وہ جانوروں کے ڈاکٹر کے پاس دوائی لینے کیلیئے گیا، ڈاکٹر نے اس کی آنکھوں میں وہ دوائی ڈالی جو جانوروں کی آنکھوں میں ڈالی جاتی ہے، جس سے وہ اندھا ہو گیا۔اس کے بعد وہ قاضی کے پاس ڈاکٹر کی شکایت لے کر گیا تو قاضی نے کہا کہ ڈاکٹر پر کوئی جرمانہ نہیں ہے، کیونکہ اگر یہ آدمی خود گدھا نہ ہوتا تو جانوروں کے ڈاکٹر کے پاس نہ جاتا۔

خواتین کا صفحہ

گھریلو ماحول کی بہتری میں خواتین کا کردار

مفتی شاہ محمد چاچڑ صاحب مدظلہ (دارالعلوم الشرعیہ روہڑی)

گھر کو خوبصورت رکھنا اور اولاد کی اچھی تربیت کرنا یہ گھر کی خوبصورتی کی ابتداء ہے، گھر کے ماحول کو بہتر بنانے میں خواتین کا کردار اہمیت رکھتا ہے۔

گھر کے ماحول کو بہتر بنانے کی جو ابتداء ہوتی ہے وہ نیک بیوی سے ہوتی ہے لیکن عام طرح ہمارے معاشری میں پہلی غلطی بیوی کی تلاش میں ہوتی ہے ۔ خصوصا مرد حضرات خوبصورت اور مالدار گہرانے سے تعلق رکھنے والی عورت کی تلاش کرتے ہیں۔ حقیقت میں نیک خانداں اور نیک عورت کو تلاش کرنا چاہئے۔

دوم اچھی تربیت گہریلو ماحول کو بہتر بنانے کا اہم جز ہے، ہم اپنی اولاد کی اچھی تربیت کریں، بیٹا ہو یا بیٹی، شادی کے بعد اپنی جیون ساتھی کے ساتھ اچھے طریقے سے پیش آئیں تو اس سے گھر کا ماحول پرسکون بن جائے گا۔ چنانچہ جامع ترمذی میں حدیث ہے نبی ﷺ نے فرمایا کوئی باپ اپنے بیٹے کو نیک ادب اور صحیح تربیت سے بہتر کوئی چیز نہیں دیتا۔

ہم اپنے گھر میں دعائوں کا اہتمام کریں، خصوصا اولاد کے نیکی کی دعا کریں، جن کو اولاد ہے وہ نیک صالح بننے کی دعا کریں، جن کو اولاد نہیں ہے وہ بھی نیک صالح اولاد کی دعا کرے۔

انبیاء کرامؑ نے بہی نیک صالح اولاد کی دعا کی ہے، حضرت ابراھیم علیہ السلام اور حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا کا تذکرہ قرآن پاک میں بھی ہے۔

بخاری ج 2 ص 783 میں حدیث مبارک ہے کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ تم سارے رعیت والے ہو تم میں سے ہر ایک سے اپنی رعیت کا سوال ہوگا، مرد اپنے گہر کا نگہبان ہے اس سے اسکا سوال ہوگا، عورت اپنے شوہر کے گھر اور بچوں کی نگہبان ہے اس سے بھی سوال ہوگا، محدثین فرماتے ہیں کہ خواتین سے قیامت کے دن سوال ہوگا کہ اس نے اہل خانہ کو نیکی کا حکم کیا تھا یا نہیں اور برائی سے بچنے کی کتنی تاکید کی تھی۔

بخاری شریف ج 2 ص 783 میں حدیث ہے نبی ﷺ نے فرمایا والمراۃ راعیۃ فی بیت زوجھا۔ عورت اپنے خاوند کے گہر کی نگہبان ہے! لہٰذا بچپن میں اگر بچے کی اچھے طریقے سے

دینی واخلاقی تربیت کی گئی تو مستقبل میں گھر کا ماحول بہترین ہو جائے گا، ان شاء اللہ۔

نبی ﷺ اپنے گھر والوں سے نہایت شفقت سے پیش آتے تھے، ہم بھی اپنے بچوں سے، اس طرح مرد خواتین سے اور خواتین مردوں سے اچھے طریقے سے پیش آئیں۔

جن گھر والوں کو اللہ تعالی نے وسائل دئے ہوں وہ اپنے بچوں کی جائز خواہش کو پورا کریں تاکہ بچہ احساسِ کمتری کا شکار نہ ہو، کچھ لوگ اپنے دوستوں پر بہت خرچ کرتے ہیں لیکن گھر والوں کے اوپر خرچ نہیں کرتے، ایسا نہیں کرنا چاہیے۔

بچوں اور خصوصا خواتین کے لئے جو کپڑے وغیرہ ہوں وہ باریک نہ ہوں جس طرح آج کے معاشرہ میں بعض خواتین ایسے کپڑے پہنتی ہیں جن سے جسم کے اجزاء نظر آتے ہیں یا ایسا تنگ لباس ہوتا ہے جس سے بھی جسم کے اجزاء نظر آتے ہیں، ایسا نہیں کرنا چاہئے، اور ایسی عورتوں کے لئے حدیث مبارک میں وعید ہے وہ عورتیں جنت کی خوشبو سے بھی محروم ہوں گی۔

ویسے بھی آج کے ماحول میں ہر طرف بی حیائی پھیلی ہوئی ہے موبائل نے تو خرافات میں اضافہ کردیا ہے، اس لئے گھر میں دینِ محمد ﷺ لانے کی پوری کوشش کی جائے۔

مرد حضرات اپنے گھر میں نفل نمازیں ادا کریں کوشش کریں کہ سنت نماز بھی گھر میں ادا کریں تاکہ بچے چھوٹی عمر میں ہی والدیں میں نماز دیکھیں، ان کا بھی بہت فائدہ ہوگا، اسی طرح جو بچے سات سال کی عمر کو پہنچ جائیں ان کو نماز پڑھانے کی کوشش کریں تاکہ وہ نمازی بن جائیں، جو بچہ بچپن میں نمازی ہو گیا یہ بھی گھر کے ماحول میں بہت فائدہ مند ہوگا۔

اسی طرح جب بچے دس سال کی عمر کو پہنچ جائیں تب بھن، بھائیوں کے بستر جدا کیۓ جائیں۔

ماحول کا بہت عمل دخل ہے، اس لئے اپنے گھر میں اچھے ماحول کے ساتھ بچوں کے ماحول کا بھی خیال رکھیں، جب بچہ بری صحبت میں آجاتا ہے تو سارے گھر کا سکون ختم ہو جاتا ہے۔

بری صحبت جہنم تک لے جاتی ہے، جامع ترمذی کی حدیث مبارک ہے المرء علی دین خلیلہ فلینظر احدکم من یخالل : نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا پھر وہ دیکھے کہ کس سے دوستی کر رہا ہے۔

فارسی مقولہ ہے یار بد از مار بد بسیار بد۔ ترجمہ : برا یار سانپ سے زیادہ برا ہوتا ہے۔

دعا ہے اللہ تعالی ہمارے گھروں میں دینی ماحول پیدا فرمائے۔


SINDHIKA PROPERTIES